الاسلام واعداد القوّة

اِسلام اور قوّت

ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر



مُترجم

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

ایم اے، ایم او ایل، پی ایچ ڈی

ایم اے عربی، اردو، فارسی، اسلامیات

ناشر: مسجد الفرقان ملیر کینٹ بازار، کراچی

الاسلام واعداد القوّة

اسلام اور قوّت

ڈاکٹر عبد الرزاق سکندر

مترجم

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن
ایم اے، ایم او ایل، پی ایچ ڈی
ایم اے عربی، اردو، فارسی، اسلامیات

مسجد الفرقان، ملیر کینٹ بازار کراچی

نام کتاب : اسلام اور قوت

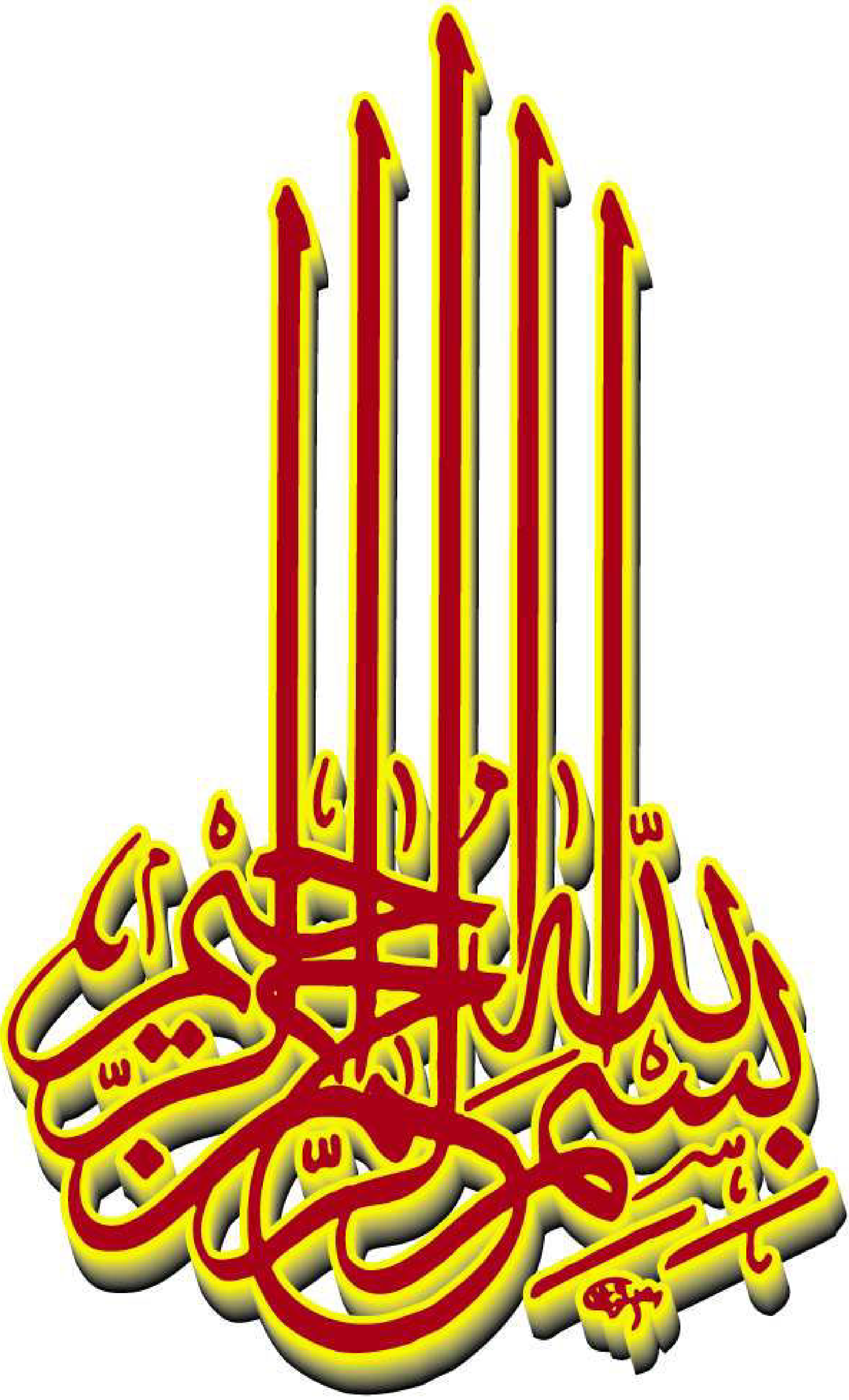
مصنف : ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مترجم : بریگیڈئر ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن (ر)

ناشر : مسجد الفرقان ملیر کینٹ کراچی

تعداد : ۱۱۰۰

سنِ طباعت : ۲۰۱۹ء


بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاہِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ

بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاہِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

[التوبۃ: ۴۱]

ترجمہ: اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو



اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○ (سورۃ الانفال: ۶۰)

ترجمہ: ''اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے اُن کے مقابلے کے لئے مستعد رہو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی اور تم جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہیں کیا جائے گا''۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقدیم

بریگیڈیئر ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمن

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ۔ اَمَّا بَعۡدُ!

کئی سال پہلے اپنے ایک نہایت ہی عالم و فاضل دوست اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مدیر تعلیم جناب مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب[۱] کی عربی کتاب ''الاسلام وإعداد القوۃ'' کا مطالعہ کیا تو فوجی نقطۂ نظر سے یہ کتاب مجھے بہت ہی پسند آئی چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی اجازت سے اس کا اُردو میں ترجمہ شروع کر دیا۔ ابھی یہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ میری مصروفیات بڑھ گئیں اور اَب کئی سال بعد محض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ ترجمہ قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس اُردو ترجمہ سے عام مسلمان عموماً اور فوجی بھائی خصوصاً یکساں فائدہ حاصل کر سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس چھوٹی سی خدمت کو اپنے دربار میں قبول فرمائیں۔ اسے اس کے مصنف، مترجم اور ناشر جناب حاجی محمد نسیم صاحب[۲] شفیق سنز ۱۰۱۔ بوہری بازار صدر کراچی کے حق میں صدقۂ جاریہ بنائیں اور اس پر وہ اجر و ثواب عطا فرمائیں جو اللہ کی راہ کے مجاہدوں اور غازیوں کو جہاد پر ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے یہ کوئی بعید نہیں۔

طالب رحمت

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمن

---

[۱] ڈاکٹر صاحب اب شیخ الحدیث، وفاق المدارس العربیہ کے صدر اور تحفظ ختم نبوت کے سربراہ ہیں۔

[۲] پہلا ایڈیشن انہوں نے چھاپا تھا جو فری تقسیم کیا گیا۔ اب مسجد الفرقان ملیر کینٹ بازار ایریا کراچی سے شائع ہو رہا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ

ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو مومنوں کا دوست اور ولی ہے۔ وہ حق کو باطل پر پھینک مارتا ہے پھر وہ اس کا سر پھوڑ ڈالتا ہے اور وہ مٹ جاتا ہے اور اللہ کا درود و سلام ہو ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تمام رسولوں کے سردار پیشوا اور مجاہدوں کے امام ہیں۔ اللہ راضی ہو ان کی آل اور صحابہ سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی بات مانی اور اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا یہاں تک کہ وہ اپنے رب سے جا ملے اور قیامت تک کے مجاہدوں اور شہیدوں پہ اس کی رضا ہو۔

اس کے بعد واضح ہو کہ اُمتِ مسلمہ کو جہاد کے لئے قوت تیار رکھنے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَ اَعِدُّوۡا لَهُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ قُوَّةٍ (سورۃ الانفال: ۶۰)

''اور تیار رکھو اُن کے لئے قوت جس قدر تم سے ہو سکے''۔

اس لئے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ جب تک حق و باطل کے درمیان کش مکش باقی ہے اور جب تک استعمار اور فریبی موجود ہیں اور جب تک سرکش اور فسادی ہیں اور جب تک کمزور اور مظلوم موجود ہیں لازماً جہاد جاری رہے گا اور جب تک جہاد جاری ہے اس کے لئے پوری تیاری لازمی ہے۔ ہر طرح کی عسکری تیاری جسمانی ہو یا روحانی اور اسلامی فوج میں جہاد کی روح پھونک دینا

یہ سب اُمور ضروری ہیں۔ جہاد کی کئی قسمیں ہیں۔ جانی، مالی اور قلم اور زبان سے۔ ضروری ہے کہ ان تمام قسموں کے جہاد کے لئے مکمل تیاری کی جائے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''مشرکوں کے ساتھ اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں سے جہاد کرو''۔ (ابوداؤد)

پس ضروری ہے کہ طاقتور فوج تیار کی جائے اور ہر قسم کے اسلحہ کی اسے مکمل تربیت دی جائے۔ فنونِ جنگ کی تعلیم دی جائے اور اس کا ''مورال'' بلند کیا جائے اور وہ اللہ پر ایمان اور اس پر اعتماد اور اسی پر توکل کرنے سے بلند ہوتا ہے اور اسلحہ ساز فیکٹریاں قائم کی جائیں اور اُمتِ مسلمہ کے افراد میں مال خرچ کرنے اور عطا کرنے کی روح پیدا کی جائے حتیٰ کہ اگر مال کی ضرورت پڑے تو اللہ کے راستہ میں مقصود کے حصول کے لئے خرچ کرنا ان کے لئے آسان ہو۔

ایسے اشخاص تیار کرنا جنہیں فنِ خطابت اور تحریر پر قدرت حاصل ہو۔ جو اُمتِ مسلمہ کے مسائل کو ادبی اور دلکش پیرائے میں پیش کرسکیں۔ اسی طرح ذرائع ابلاغ اور اس کے وسائل عام ہوں جن سے لڑائی سے قبل اور عین معرکہ میں اور جنگ کے بعد نفسیاتی جنگ میں مدد لی جاسکے۔ اللہ پاک نے ہمیں قوت کو تیار رکھنے کا حکم دیا ہے اور ''قوت'' کا لفظ نکرہ استعمال کیا ہے۔ قوت کی وہ تمام قسمیں جو اب پائی جاتی ہیں وہ اور وہ جو آئندہ قیامت تک ہوں گی سب اس میں شامل ہیں۔

آغازِ اسلام اور اپنے سنہری دور میں اُمتِ مسلمہ نے اسی سے کام لیا اور انہوں نے وہ سارے اسباب جمع کر لئے اور اسلحہ کی ہر اس قسم کو کام میں لائے جو جنگ میں استعمال ہوتی تھی۔ مزید برآں انہوں نے ان اسباب سے بھی کام لیا جو مسلمان فوجی کے مورال کو بلند کرتے ہیں اور ان میں جذبۂ جہاد پیدا کرتے

ہیں۔ حقیقۃً اس اُمت کے آخری حصّہ کی اصلاح بھی اسی چیز سے ہوگی جس سے اس کے پہلے حصّہ کی اصلاح ہوئی تھی۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ کی بات (قرآن مجید) اور سنتِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کریں اور نہایت مضبوطی سے ان پر عمل کریں اور ان مجاہد صحابہؓ کی سیرت اور اسلام کے ناموروں کو جو کسی دور میں بھی ہوگزرے ہوں اپنے پیشِ نظر رکھیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ط (الانعام: ۹۰)

ترجمہ: ”یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی پس ان کی ہدایت پر وہ چلیں“۔

اس سلسلہ میں یہ حقیر سی پیش کش ان چند نکات کی طرف رہنمائی کرے گی جن سے ممکن ہے کہ اُمتِ اسلامیہ کے سامنے عموماً اور فوج کے سربراہوں کے لئے خصوصاً مطلوبہ قوت کی تیاری کے سلسلہ میں ایک راستہ کھلے ”اور تم تیار رکھو قوت جس قدر تم سے ہو سکے“ اور یہ بڑا وسیع اور جامع موضوع ہے جو ایسے مفکرین، مصنفین اور علماء کی کوششوں اور کاوشوں کا محتاج ہے جو عسکری ذوق کے مالک اور جہاد کی روح سے سرشار ہوں۔ میں قرآنی ریڈیو حکومت لیبیا کا بھی شکر گزار ہوں جس نے ایک سنجیدہ مقابلہ منعقد کرکے ہمیں ایسا موقع فراہم کیا جس میں ہم ایسے تمام علمی موضوعات پر تحریری طور پر حصہ لے سکیں جن کی موجودہ حالات میں اُمتِ مسلمہ کو ضرورت ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے توفیق اور راہ صواب کا طالب ہوں۔

ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر

۱۵ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ / ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہاد کی مشروعیت کے اسباب

اسلام نے جہاد کا حکم دیا ہے اور اسے اُمتِ مسلمہ پر فرض کیا ہے۔ جنگ کی محبت میں نہیں اور نہ ہی خون بہانے کی رغبت میں بلکہ بلند مقاصد کی خاطر مشروع ہوا ہے۔ مظلوموں سے ظلم ہٹانے، زمین سے فساد دُور کرنے، ملک میں امن وسکون کے قیام اور زیادتی کرنے والوں اور سرکشوں کی زیادتی ہٹانے کے لئے جہاد فرض ہوا ہے۔ اور یہ اس لئے فرض ہوا ہے تا کہ عقیدہ، عزت و ناموس، جان و مال اور ملک کی حفاظت کی جا سکے۔

اور جب قرآنِ کریم نے جہاد کا حکم دیا تو ان پُرحکمت اسباب کی طرف اشارہ کیا ہے جن میں سے کچھ آیات کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُۨ ○ اِلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○

(الحج: ۳۹۔۴۰)

ترجمہ: ”جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے اُن کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیوں کہ اُن پر ظلم ہو رہا ہے اور اللہ (اُن کی مدد کرے گا وہ) یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ

اپنے گھروں سے ناحق نکال دیئے گئے (انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا) ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں کے) صومعے اور (عیسائیوں) کے گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا بہت ساذکر کیا جاتا ہے ویران ہوچکی ہوتیں اور جو شخص اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی ضرور مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ توانا اور غالب ہے۔"

اس میں بیان کیا گیا کہ جہاد کی مشروعیت مظلوموں کی نصرت اور انہیں ان ملکوں میں واپس لانے کے لئے جن سے انہیں نکالا گیا تھا اور مساجد اور عبادت گاہوں کی حفاظت کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا ○

(النسآء: ۸۴)

ترجمہ: "تو (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم اللہ کی راہ میں لڑو تم اپنے سوا کسی کے ذمہ دار نہیں ہو اور مومنوں کو بھی ترغیب دو قریب ہے کہ اللہ کافروں کی لڑائی کو بند کردے اور اللہ لڑائی کے اعتبار سے بہت سخت ہے اور سزا کے لحاظ سے بھی بہت سخت ہے"۔

یہاں یہ بیان ہوا ہے کہ جہاد کا حکم دشمن کے حملے سے بچاؤ، ملکی دفاع اور دشمن کو ظلم وزیادتی سے روکنے کے لئے دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا

تَعۡتَدُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡمُعۡتَدِيۡنَ ۝ (البقرة: ۱۹۰)

ترجمہ: ''اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے لڑو مگر زیادتی نہ کرنا کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِنۡ نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ عَهۡدِهِمۡ وَ طَعَنُوۡا فِىۡ دِيۡنِكُمۡ فَقَاتِلُوۡۤا اَٮِٕمَّةَ الۡكُفۡرِ ۙ اِنَّهُمۡ لَاۤ اَيۡمَانَ لَهُمۡ لَعَلَّهُمۡ يَنۡتَهُوۡنَ ۝ اَلَا تُقَاتِلُوۡنَ قَوۡمًا نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ وَهَمُّوۡا بِاِخۡرَاجِ الرَّسُوۡلِ وَهُمۡ بَدَءُوۡكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخۡشَوۡنَهُمۡ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشَوۡهُ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝ (التوبہ: ۱۲۔۱۳)

ترجمہ: ''اور اگر (دشمن) عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنے کرنے لگیں تو ان کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو (یہ بے ایمان لوگ ہیں اور) ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ عجب نہیں کہ (اپنی حرکات سے) باز آجائیں۔ بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور (اللہ) کے پیغمبر کو جلا وطن کرنے کا عزم صمیم کرلیا اور انہوں نے تم سے (عہد شکنی کی) ابتدا کی کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنے کے لائق اللہ ہے بشرطیکہ ایمان رکھتے ہو''۔

پس اللہ نے بیان فرمایا کہ قتال دشمن کو ظلم و زیادتی سے روکنے، دھوکہ

دہی سے باز رکھنے اور وعدوعید اور معاہدوں کا پاس نہ رکھنے کی وجہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَ الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَ لَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ○ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ○

(البقرۃ: ۱۹۱۔ ۱۹۳)

ترجمہ: ’’اور ان کو جہاں پاؤ قتل کردو اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے (یعنی مکے سے) وہاں سے تم بھی اُن کو نکال دو اور (دین سے گمراہ کرنے کا) فساد قتل و خونریزی سے کہیں بڑھ کر ہے اور جب تک وہ تم سے مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کے پاس نہ لڑیں تم بھی وہاں اُن سے نہ لڑنا، ہاں اگر وہ تم سے لڑیں تو تم اُن کو قتل کر ڈالو کافروں کی یہی سزا ہے اور اگر وہ باز آجائیں تو اللہ بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے اور اُن سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہو جائے اور (ملک میں) اللہ ہی کا دین ہو جائے اور اگر وہ (فساد سے) باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں (کرنی چاہیئے)‘‘۔

نیز فرمایا:

وَ لَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الۡاَرۡضُ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ○ (البقرۃ: ۲۵۱)

ترجمہ:''اور اللہ لوگوں کو ایک دوسرے (پر چڑھائی اور حملہ کرنے) سے ہٹاتا نہ رہتا تو ملک تباہ ہوجاتا لیکن اللہ جہان والوں پر بڑا مہربان ہے''۔

ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ جہاد کا حکم زمین سے فتنہ وفساد کو دفع کرنے اور اہلِ زمین کے امن وامان کی بحالی کی خاطر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ مَا لَکُمۡ لَا تُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الۡوِلۡدَانِ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡ ہٰذِہِ الۡقَرۡیَۃِ الظَّالِمِ اَہۡلُہَا ۚ وَ اجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ وَلِیًّا ۚۙ وَّ اجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ نَصِیۡرًا ○ (النسآء: ۷۵)

ترجمہ:''اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما''۔

یہاں قرآنِ کریم نے کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کو ظالموں کے ظلم اور زیادتی کرنے والوں کی زیادتی سے بچانے کے لئے قتال پر اُبھارا ہے۔

اسلام میں جہاد کا مقام

اسلام میں جہاد کا مقام بہت ہی بلند ہے اور وہ اس لئے کہ اس کے مقاصد بھی بہت بلند ہیں اور وہ یہ ہیں:

اللہ کے کلمہ کو بلند کرنا، ظلم وزیادتی کو دُور کرنا، مظلوموں کی مدد کرنا، ملک و قوم کی عزت و آبرو کی حفاظت، ملکوں اور اللہ کے بندوں کو امن و امان کی دولت سے مالا مال کرنا۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ کو جہاد کا حکم دیا ہے اور جہاد اور مجاہدوں اور شہادت فی سبیل اللہ کی فضیلت کی ترغیب دی ہے۔ اسی طرح رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی احادیثِ مبارکہ میں جہاد کے مقام، مجاہدین اور شہداء کے فضائل اور جہاد کا حکم دیا ہے۔ مجاہدوں کی حوصلہ افزائی کے لئے اس موضوع سے متعلق یہاں چند آیات پیش کرتے ہیں:۔

جہاد کا حکم:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ط وَ مَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ○

(النسآء: ۷۴)

ترجمہ: ’’تو جولوگ آخرت کو خرید تے اور اس کے بدلے دنیا کی زندگی کو بیچنا چاہتے ہیں اُن کو چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں جنگ کریں اور جو شخص اللہ کی راہ میں جنگ کرے پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے ہم عنقریب اس کو بڑا ثواب دینگے‘‘۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ○ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ○

(البقرۃ: ۱۹۰۔ ۱۹۳)

ترجمہ: ’’اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے لڑو مگر زیادتی نہ کرنا کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور ان کو جہاں پاؤ قتل کردو اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے (یعنی مکے سے) وہاں سے تم بھی اُن کو نکال دو اور (دین سے گمراہ کرنے کا) فساد

قتل وخونریزی سے کہیں بڑھ کر ہے اور جب تک وہ تم سے مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کے پاس نہ لڑیں تم بھی وہاں اُن سے نہ لڑنا، ہاں اگر وہ تم سے لڑیں تو تم اُن کو قتل کر ڈالو کافروں کی یہی سزا ہے اور اگر وہ باز آجائیں تو اللہ بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے اور اُن سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہو جائے اور (ملک میں) اللہ ہی کا دین ہو جائے اور اگر وہ (فساد سے) باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں (کرنی چاہیئے)''۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِتَالُ وَ هُوَ كُرۡهٌ لَّكُمۡ‌ ۚ وَ عَسٰٓى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـــًٔا وَّ هُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ‌ ۚ وَ عَسٰٓى اَنۡ تُحِبُّوۡا شَيۡـــًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمۡ‌ؕ وَ اللّٰهُ يَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ○ (البقرة: ۲۱۶)

ترجمہ: ''(مسلمانو) تم پر (اللہ کے راستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا ہے وہ تمہیں ناگوار تو ہوگا مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو اور (ان باتوں کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے''۔

اللہ کا ارشاد ہے:

اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ ۚ وَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ الطَّاغُوۡتِ فَقَاتِلُوۡٓا

اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ○ (النسآء: ٧٦)

ترجمہ: ’’جو مومن ہیں وہ تو اللہ کے لئے لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ بتوں کے لئے لڑتے ہیں سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو (اور ڈرو مت) کیونکہ شیطان کا داؤ بودا ہوتا ہے‘‘۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ اغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ○
(التوبہ: ٧٣)

ترجمہ: ’’اے پیغمبر! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کافروں اور منافقوں سے لڑو اور اُن پر سختی کرو اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے‘‘۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ○ (الحج: ٧٨)

ترجمہ: ''اور اللہ (کی راہ) میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔ (اور تمہارے لئے) تمہارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کا دین (پسند کیا) اسی نے پہلے (یعنی پہلی کتابوں میں) تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی (وہی نام رکھا ہے تو جہاد کرو) تا کہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں اور تم لوگوں کے مقابلے میں شاہد ہو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ (کے دین کی رسی) کو پکڑے رہو وہی تمہارا دوست ہے اور خوب دوست اور خوب مددگار ہے''۔

علامہ شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

لفظ ''مجاہدہ'' میں ہر قسم کی زبانی، قلمی، مالی، بدنی کوشش شامل ہے اور جہاد کی تمام قسمیں (جہاد مع النفس، جہاد مع الشیطان، جہاد مع الکفار، جہاد مع البغاۃ، جہاد مع المبطلین) اس کے نیچے مندرج ہیں''۔

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (النسآء: ۹۵-۹۶)

ترجمہ:''جو مسلمان (گھروں میں) بیٹھے رہتے اور لڑنے سے جی چراتے ہیں اور کوئی عذر نہیں رکھتے وہ اور جو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑتے ہیں وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے اللہ نے مال اور جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر درجے میں فضیلت بخشی ہے اور (گو کہ) نیک وعدہ سب سے ہے لیکن اجرِ عظیم کے لحاظ سے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر کہیں زیادہ فضیلت بخشی ہے، (یعنی اللہ کی طرف سے درجات میں اور بخشش میں اور رحمت میں) اور اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (الانفال: ۷۴)

ترجمہ:''اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور اللہ کی راہ میں لڑائیاں کرتے رہے اور جنہوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ سچے مسلمان ہیں اور ان کے لئے اللہ کے ہاں بخشش اور عزت کی روزی ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ

وَ الۡاِنۡجِیۡلِ وَ الۡقُرۡاٰنِ ؕ وَ مَنۡ اَوۡفٰی بِعَہۡدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَیۡعِکُمُ الَّذِیۡ بَایَعۡتُمۡ بِہٖ ؕ وَ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ○ (التوبہ : ۱۱۱)

ترجمہ: ''اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور اُن کے مال خرید لئے ہیں اور اس کے عوض میں اُن کے لئے بہشت (تیار کی) ہے یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اُسے ضرور ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے تو جو سودا تم نے اُس سے کیا ہے اُس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے''۔

اللہ کا فرمان ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ صَفًّا کَاَنَّہُمۡ بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ ○ (الصف : ۴)

ترجمہ: ''جو لوگ اللہ کی راہ میں (ایسے طور پر) پرے جما کر لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں وہ بے شک محبوبِ پروردگار ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنۡجِیۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ○ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تُجَاہِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِکُمۡ وَ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ○

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ط نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

(الصف: ۱۰۔۱۳)

ترجمہ: ’’اے مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے (وہ یہ کہ) اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت میں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں داخل کرے گا۔ یہ بڑی کامیابی ہے اور ایک اور چیز جس کو تم بہت چاہتے ہو (یعنی تمہیں) اللہ کی طرف سے مدد نصیب ہوگی اور فتح (عن) قریب (ہوگی) اور مومنوں کو اس کی خوشخبری سنادو۔‘‘

اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت کے بارے میں اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ فضائل جہاد کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی بہت سی احادیث ہیں۔ میں اپنے شیر دل مجاہدین کی حوصلہ افزائی کے لئے ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’یقیناً جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں‘‘۔

(مختصر: صحیح مسلم للمنذری: ۳: ۴۴)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اللہ تعالیٰ ضامن ہوجاتے ہیں اس شخص کے جسے صرف میرے راستہ میں جہاد مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان وتصدیق ہی نے نکالا ہو پس اسے جنت میں داخل کرنے یا یہ کہ اسے اجر وغنیمت سے مالا مال کر کے اس کے گھر بخیریت واپس لانے کی میری ذمہ داری ہے اور قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے جسے بھی اللہ کی راہ میں زخمی کیا گیا وہ قیامت کے دن اسی طرح زخمی حالت میں لایا جائے گا اس کے زخموں کا رنگ تو اگرچہ خون کی طرح ہوگا مگر اس کی خوشبو مُشک وکستوری جیسی ہوگی اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے اگر مسلمانوں پر بار نہ ہوتا تو میں اللہ کی راہ کی کسی بھی مہم اور غزوہ سے کبھی پیچھے نہ رہتا، میری بھی اتنی وسعت نہیں کہ انہیں اسلحہ بند کر کے تیار کرسکوں اور خود ان کی بھی اتنی گنجائش نہیں ہے اور ان کا اس عملِ جہاد سے میرے بغیر پیچھے رہنا ان پر نہایت گراں گزرتا ہے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے میں یہی پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں اور قتل کیا جاؤں، پھر لڑتے لڑتے شہید ہوجاؤں اور پھر لڑتے لڑتے شہید ہوجاؤں''۔ (صحیح مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں بہترین کون ہے؟ اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''وہ آدمی جو اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے''۔ (صحیح مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے ابوسعید! جو شخص اللہ کو رب مان کر اسلام کو اپنا دین مان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا نبی مان کر خوش ہوا اس کے لئے جنت ضروری ہوگئی۔ ابوسعید کو یہ

بات بہت پسند آئی تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) یہ بات ذرا دوبارہ فرمادیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہی بات دوبارہ فرمادی۔

پھر فرمایا ''ایک اور چیز ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جنت میں سو درجے بلند کردے گا جبکہ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے''۔ ابو سعید نے عرض کیا یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا ''اللہ کی راہ میں جہاد''۔ (مسلم)

مجاہدین کا مقام

مجاہد فی سبیل اللہ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا مقام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس مقام کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''مجاہدین کی عورتوں کی عزت پیچھے رہ جانے والوں کے لئے اتنی ہی ہے جتنی ان کی ماؤں کی اگر کوئی پیچھے رہ جانے والا مجاہدین کے اہل وعیال کی خبر گیری کرتا ہو اس میں کسی طرح کی خیانت کرے گا تو قیامت کے دن مجاہد کو اجازت دی جائے گی کہ اس کے عمل میں جونسا چاہے لے لے پس تمہارا اس میں کیا خیال ہے؟'' (مسلم)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خیانت اذیت اور ہر اس چیز سے کہ جس سے مجاہدین کو کسی طرح کی بھی پریشانی لاحق ہوسکتی ہے وارننگ دی ہے تاکہ میدانِ جہاد میں لڑتے ہوئے اس کا دل اپنی آل اولاد کے بارے میں پوری طرح مطمئن ہو۔ داخلی امن بھی جہاد کی تیاری کا ایک اہم حصّہ ہے۔ داخلی امن کو برقرار رکھنے والے بھی ثواب کے لحاظ سے فرنٹ لائن پر لڑنے والوں کی طرح ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''جس نے اللہ کی راہ میں کسی غازی کو ساز و سامان دے کر تیار کیا اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے کسی غازی کے اہل و عیال کی اس کے پیچھے دیکھ بھال کی اس نے بھی جہاد کیا''۔ (بخاری و مسلم)

اللہ کی راہ میں شہادت کی فضیلت

ہر مسلمان مجاہد کی آخری تمنّا یہی ہوتی ہے کہ اسے اللہ کی راہ مین شہادت مل جائے۔شہید اپنی جان اور خون سے حق کا علَم سر بلند رکھتا ہے۔وہ کبھی نہیں مرتا بلکہ وہ شہادت کے ذریعے عمدہ اور ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔شہادت کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت ہی بلند درجہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی آرزو کی ہے اور شہید کی بھی یہی آرزو ہو گی کہ کسی طرح اسے دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تا کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے پھر شہید ہو اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کا تذکرہ انبیاء کرام اور صدیقین کے ساتھ کیا ہے۔فرمایا:

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○ (النسآء : ٦٩)

ترجمہ:''وہ (قیامت کے روز) اُن لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (البقرۃ : ۱۵۴)

ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے''۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ○ وَ لَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاۡاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ○ (آل عمران: ۱۵۷۔۱۵۸)

ترجمہ: ''اور اگر تم اللہ کے رستے میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو جو (مال و متاع) لوگ جمع کرتے ہیں اس سے اللہ کی بخشش اور رحمت کہیں بہتر ہے اور اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ اللہ کے حضور میں ضرور اکٹھے کئے جاؤ گے''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ○ (آل عمران: ۱۹۵)

ترجمہ: ''تو جو لوگ میرے لئے وطن چھوڑ گئے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور لڑے اور قتل کئے گئے میں اُن کے گناہ

دور کر دوں گا اور اُن کو بہشتوں میں داخل کر دوں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ (یہ) اللہ کے ہاں سے بدلا ہے اور اللہ کے ہاں اچھا بدلا ہے''۔

یہ بھی فرمایا:

وَ لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ ۝ فَرِحِیۡنَ بِمَاۤ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ۙ وَ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِیۡنَ لَمۡ یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ مِّنۡ خَلۡفِہِمۡ ۙ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَضۡلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝

(آل عمران : ۱۶۹۔۱۷۱)

ترجمہ: ''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور اُن کو رزق مل رہا ہے جو کچھ اللہ نے اُن کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اس میں خوش ہیں اور جو لوگ اُن کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) ان میں شامل نہیں ہو سکے ان کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) اُن کو بھی نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے اور اللہ کے انعامات اور فضل سے خوش ہو رہے ہیں اور اس سے کہ اللہ مومنوں کا اَجر ضائع نہیں کرتا''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث میں بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید اور

شہادت کے مقام کو بیان فرمایا گیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے مجھے یہی پسند ہے کہ میں اللہ کی راہ میں لڑوں پھر شہادت پاؤں، پھر زندگی ملے پھر اسے اللہ کی راہ میں قربان کردوں، پھر زندگی ملے پھر اسے اللہ کی راہ میں قربان کردوں، پھر زندگی ملے پھر اس کی راہ میں اس کا نذرانہ پیش کروں''۔ (صحیح مسلم)

شہادت کی فضیلت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ خود رسولِ پاک ﷺ نے اس کی تمنّا کی ہے۔ شہداء بھی تمنا کریں گے کہ انہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے تاکہ دوبارہ شہادت پاسکیں۔

رسولِ پاک ﷺ نے اللہ کے ارشاد وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا..........یُرْزَقُوْنَ ○ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے جوف میں سواری کرتی ہیں، ان کی قرارگاہ وہ قندیلیں ہیں جو عرشِ الٰہی سے آویزاں ہیں وہ جنت میں جہاں چاہیں سیر و تفریح کرتی ہیں پھر لوٹ کر انہی قندیلوں میں قرار پکڑتی ہیں ایک بار ان کے رب نے ان سے براہِ راست خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''کیا تم کسی چیز کی خواہش رکھتے ہو''؟ عرض کیا ساری جنت ہمارے لئے مباح کردی گئ ہے ہم جہاں چاہیں آئیں جائیں اس کے بعد اب کیا خواہش باقی رہ سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ نے تین بار ان سے ان کی خواہش کے بارے سوال کیا تو جب انہوں نے دیکھا کہ کوئی نہ کوئی خواہش بتانی ہی پڑے گی تو انہوں نے عرض کیا ''اے رب! ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں دوبارہ لوٹا دی جائیں تاکہ ہم تیرے راستے میں ایک بار پھر جامِ شہادت نوش کرسکیں جب دیکھا کہ ان کی کوئی خواہش باقی نہیں تو انہیں چھوڑ دیا''۔ (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جنت میں داخل ہونے والوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو دنیا کی طرف لوٹنا چاہے خواہ اسے تمام روئے زمین کی چیزوں کا مالک بنا دیا جائے سوائے شہید کے، جو آرزو کرتا رہے گا کہ اسے واپس دنیا کی طرف بھیجا جائے اور اللہ کی راہ میں دس مرتبہ شہید کیا جائے کیونکہ اس نے شہادت کا مقام اور بزرگی دیکھ لی ہوگی''۔ (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو اللہ تعالیٰ سے خلوصِ دل سے شہادت کی درخواست کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے شہید کے مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے خواہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہوا ہو''۔ (مسلم)

''شہید کے قرض کے سوا سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں''۔ (مسلم)

ان کے علاوہ بھی اس سلسلہ میں کافی احادیث ہیں۔

ترکِ جہاد پر وارننگ

جس طرح اسلام میں جہاد کا بلند مقام ہے اور اس کے مقاصد بھی اعلیٰ اور عمدہ ہیں اور اسی پر اُمتِ مسلمہ کی عزت و بقاء کا مدار ہے اسی طرح اس (فریضہ کی ادائیگی) میں کسی طرح کی تقصیر اور کمی کوتاہی نہ صرف ایک بڑا جرم ہے بلکہ بہت بڑا گناہ بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ کو ترکِ جہاد پر اس کے مہلک اور بُرے انجام سے ڈرایا ہے کہ ترکِ جہاد ان کے حق میں بُرا ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن

تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرة: ۲۱۶)

ترجمہ: ’’(مسلمانوں) تم پر اللہ کے رستے میں لڑنا فرض کر دیا گیا ہے وہ تمہیں ناگوار تو ہوگا مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو (ان باتوں کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے‘‘۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ محمود حسنؒ لکھتے ہیں:

’’یہ بات ضروری نہیں کہ جس چیز کو تم اپنے حق میں نافع یا مضر سمجھو وہ واقع میں بھی تمہارے حق میں ویسی ہی ہُوا کرے بلکہ ہوسکتا ہے کہ تم ایک چیز کو اپنے لئے مُضر سمجھو اور وہ مفید ہو اور کسی چیز کو مفید خیال کر لو اور وہ مضر ہو۔ تم نے تو سمجھ لیا کہ جہاد میں جان و مال سب کا نقصان ہے اور ترکِ جہاد میں دونوں کی حفاظت اور یہ نہ جانا کہ جہاد میں دنیا اور آخرت کے کیا کیا منافع ہیں اور اس کے ترک میں کیا کیا نقصان ہیں۔ تمہارے نفع نقصان کو اللہ ہی خوب جانتا ہے تم اسے نہیں جانتے اس لئے کہ وہ جو حکم دے اس کو حق سمجھو اور اپنے اس خیال کو چھوڑ و‘‘۔ (تفسیر عثمانی: ۴۲)

ترکِ جہاد پر سخت ڈانٹ پلائی گئی ہے۔ ہر وہ شخص جو جہاد سے پہلو تہی کرتا ہے اور اس کا مطمح نظر خاندان، مال تجارت، گھر اور محلات کے سوا اور کچھ نہیں تو ایسے شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان یوں ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ

اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (التوبہ: ۲۴)

ترجمہ: ''کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(التوبۃ: ۳۸-۳۹)

ترجمہ:''مومنو! تمہیں کیا ہوا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) نکلو تو تم (کاہلی کے سبب سے) زمین پر گرے جاتے ہو (یعنی گھروں سے نکلنا نہیں چاہتے) کیا تم آخرت (کی نعمتوں) کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو بیٹھے ہو۔ دنیا کی زندگی کے فائدے تو آخرت کے مقابل بہت ہی کم ہیں۔ اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تم کو بڑی تکلیف کا عذاب دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کر دے گا (جو اللہ کے پورے فرمانبردار ہوں گے) اور تم اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے''۔

معرکہ سے فرار پر وارننگ

مسلم سپاہ کے لئے صبر اور ثابت قدمی کی صفات نہایت ہی ضروری ہیں۔ ضروری ہے کہ ہر فرد لڑائی کے وقت صابر اور ثابت قدم ہو، اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہٹے اور نہ راہِ فرار اختیار کرے اور نہ ہی پیٹھ دکھائے الّا یہ کہ وہ کوئی جنگی چال چل رہا ہو یا پھر اپنی سپاہ کی طرف جا رہا ہو چاہے اس کا دشمن اس سے کئی گناہ زیادہ کیوں نہ ہو پھر بھی اسے ثابت قدم ہی رہنا چاہیئے، معرکہ سے فرار پر قرآن پاک میں سخت وارننگ آئی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ○ وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ (الانفال: ١٥-١٦)

ترجمہ: ''اے اہلِ ایمان! جب میدانِ جنگ میں کفّار سے تمہارا مقابلہ ہوتو اُن سے پیٹھ نہ پھیرنا اور جو شخص جنگ کے روز اس صورت کے سوا کہ لڑائی کے لئے کنارے کنارے چلے (یعنی حکمت عملی سے دشمن کو مارے) یا اپنی فوج میں جاملنا چاہے، اُن سے پیٹھ پھیرے گا تو سمجھو کہ وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گیا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بغیر کسی فوجی کاروائی کے میدانِ قتال سے بزدلی کی وجہ سے فرار کو حرام قرار دیا ہے اور اسے کبیرہ گناہ میں شمار کیا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

''سات تباہ کن گناہوں سے بچو''، پوچھا گیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اللہ کے ساتھ شریک کرنا، جادو کرنا، کسی کو ناحق قتل کرنا جب کہ اس کا قتل اللہ نے حرام قرار دیا ہے، یتیم کا مال کھانا اور میدنِ جہاد سے پیچھے بھاگ آنا اور بھولی بھالی پاک دامن مومن عورت پر تہمت لگانا''۔ (متفق علیہ)

جہاد کی تیاری

مضبوط لشکر کی فراہمی بھی قوت تیار رکھنے کے حکم میں شامل ہے

اسلامی حکومت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اس کے پاس نہایت قوی اور مضبوط سپاہ ہو جو جسمانی، روحانی، جذبۂ جہاد، جنگی مہارت، ہر قسم کے اسلحہ کی تربیت اور اس کو چلانے پر کمانڈ میں ہر لحاظ سے مضبوط اور قوی ہو، تعداد اور اسلحہ کے لحاظ سے بھی مضبوط ہو، اس لئے کہ اسلام نے قوت کی ہر ہر قسم کو تیار رکھنے کا حکم دے رکھا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ۔ (سورۃ الانفال: ٦٠)

ترجمہ: ''اور تیار رکھو اُن (دشمن) کے مقابلہ میں قوت جس قدر تم سے ہو سکے''۔

جسمانی قوت اور جنگی مہارت

قرآنِ پاک نے ہمیں جنگی فنون میں مہارت کے ساتھ ساتھ جسمانی قوت کی اہمیت بھی بتائی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد ان کی قوم اور طالوت کے قصّہ میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اپنے بچوں کو لیکر اپنے گھروں سے نکلے اور اپنے نبی سے مطالبہ کیا کہ ان کے لئے کوئی بادشاہ اور قائد مقرر کر دیا جائے تا کہ وہ اس کی قیادت میں اپنے دشمن کے خلاف لڑ سکیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی بنیاد پر انھوں نے ان کے لئے طالوت کو مقرر کر دیا اور طالوت کی صفات بتائیں کہ وہ ان میں اپنی جسمانی قوت اور معرفت میں ممتاز

ہیں اور یہی دو اہم صفتیں ہیں جو کسی قائد میں ہونا ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآنِ پاک میں یہ واقعہ اس لئے بیان فرمایا ہے تاکہ مسلمان جہاد کی تیاری کے لئے ہر سامان مہیا رکھیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَ مَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَ اَبْنَآىِٕنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ○ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰی یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ ؕ وَ اللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○

(البقرۃ: ۲۴۶۔ ۲۴۷)

ترجمہ: ”بھلا تم نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو نہیں دیکھا جس نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد اپنے پیغمبر سے کہا کہ آپ ہمارے لئے ایک

بادشاہ مقرر کر دیں تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ پیغمبر نے کہا کہ اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جائے تو عجب نہیں کہ لڑنے سے پہلو تہی کرو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم اللہ کی راہ میں کیوں نہ لڑیں گے جب کہ ہم وطن سے (خارج) اور بال بچوں سے جدا کر دیئے گئے۔ لیکن جب اُن کو جہاد کا حکم دیا گیا تو چند اشخاص کے سوا سب پھر گئے اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے۔ اور پیغمبر نے اُن سے (یہ بھی) کہا کہ اللہ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ وہ بولے کہ اسے ہم پر بادشاہی کا حق کیوں کر ہوسکتا ہے بادشاہی کے مستحق تو ہم ہیں اور اس کے پاس تو بہت سی دولت بھی نہیں پیغمبر نے کہا کہ اللہ نے اس کو تم پر (فضیلت دی ہے اور بادشاہی کے لئے) منتخب فرمایا ہے اس نے اُسے علم بھی بہت سا بخشا ہے اور تن و توش بھی بڑا عطا کیا ہے اور اللہ (کو اختیار ہے) جسے چاہے بادشاہی بخشے وہ بڑا کشائش والا اور دانا ہے''۔

قرآن کریم میں قیادت کے انتخاب کے لئے لوگوں کے مختلف معیار کا ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل کی اس جماعت کا خیال یہ تھا کہ قیادت کے انتخاب کے لئے کسی شخص کا بہت زیادہ مالدار ہونا ضروری ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انتخاب کے حقیقی معیار کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی ہے کہ وہ شخص قائد اپنی جسمانی قوت اور ڈیل ڈول کے لحاظ سے انتہائی مضبوط ہو، شجاع ہو، بارعب ہو اور جنگی فنون میں پوری مہارت رکھتا ہو اس لئے کہ جنگ میں سب سے پہلے جنگی فنون کی معرفت و مہارت ہی کام آتی ہے۔ پھر قائد اور سپاہ کی ذاتی شجاعت اور بہادری کا نمبر آتا ہے۔ ہر مومن سے عموماً اور مجاہد سے خصوصاً یہی مطلوب ہے کہ وہ روحانی قوت کے ساتھ ساتھ جسمانی قوت میں بھی انتہائی مضبوط ہو اور اللہ تعالیٰ کو بھی یہ صفت نہایت محبوب ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

''طاقتور مومن اللہ کے ہاں ہر بھلائی کے کام میں زیادہ پسندیدہ ہے بہ نسبت کمزور مومن کے۔ جو چیز تمہیں نفع دے اُسے شوق سے حاصل کرو اور اللہ سے مدد مانگتے رہا کرو اور کمزوری کا شکار نہ ہوا کرو''۔ (صحیح مسلم)

قوت کی تیاری کے حکم میں اوّلاً یہ قسم بھی آتی ہے کہ سپاہ جسمانی لحاظ سے انتہائی مضبوط ہو اور اس کے لئے ان تمام اسباب کو مہیا رکھنا جن سے جسمانی قوت حاصل کرنے میں کسی طرح کی مدد ملتی ہے وہ بھی ضروری ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشاد'' احرص علی ماینفعك'' میں اس کی طرف نشاندہی کی ہے۔ اور آگے چل کر ہم ان میں سے کچھ اسباب کا ذکر بھی کریں گے۔

جوان اور عسکریت

ان اہم اسباب میں عسکریت کے لئے جوانوں کا انتخاب بھی ہے۔ اس لئے کہ وہ ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں وہی ملک کی داخلی اور خارجی خطروں سے حفاظت کرتے ہیں۔ وہی لشکر و سپاہ کی اساس اور بنیاد ہیں جو اسلحہ استعمال کرنا جانتے ہیں، اسلحہ چاہے کتنا ہی نئے سے نیا ہو اور اس کا استعمال کتنا آسان کیوں نہ ہو، پھر بھی اُسے ایک مضبوط ہاتھ کے ساتھ پکڑنے اور مضبوط و بہادر دل کے ساتھ چلانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

اس لئے جوانوں کو عسکریت کے لئے پوری طرح تیار کرنا ان ضروری کاموں میں سے ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو دشمن کے لئے جہاد کی تیاری کا حکم دیا ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں جوانوں کا کردار نہایت ہی قابلِ قدر رہا ہے۔ انہوں نے اسلامی دعوت کی نشر و اشاعت اسلامی حکومت کی تاسیس، جنگی

معرکوں میں ایمان، صبر، استقامت، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکموں کی پیروی اور جہاد فی سبیل اللہ میں اپنے جان و مال کی قربانی کی نہایت ہی عمدہ مثالیں پیش کی ہیں۔

جسمانی ریاضت وتربیت

انسانی جسم کو بنانے، اس کی قوت اور نشاط کو بڑھانے میں جسمانی اور بدنی ریاضت بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے۔ پس مسلم سپاہ کے لئے جسمانی ورزش نہایت ہی ضروری ہے جس سے ان کے جسم مضبوط وتوانا ہوں اور اس سے ان میں چستی پیدا ہو۔

ہمارے اس زمانہ میں بہت سی ورزشیں اور کھیلیں پائی جاتی ہیں مگر مسلم سپاہ کے کمانداروں کا فرض ہے کہ ان میں سے صرف انہی کا انتخاب کریں جو جسم کو انتہائی مضبوط بنانے میں سب سے زیادہ نفع مند ہوں اور جن کا فائدہ اتنا نہ ہو ان سے کیا فائدہ!

مفید کھیلوں میں دوڑ، تیراکی اور گھڑسواری وغیرہ شامل ہیں۔ کھیلیں اور ورزشیں یاد رہے کہ یہ ذریعہ ہیں اصل مقصد نہیں ہیں اور بنیادی اعمال پر ان کو ترجیح نہیں ہونی چاہئیے کہ یہ اصلی مقصد کی جگہ لے لیں، اس لئے کہ ان کا اپنی حد سے تجاوز اچھی بات نہیں ہے۔ جوان کھیلوں میں کتنے ہی آگے بڑھ جائیں اور بین الاقوامی کھیلوں میں کتنے ہی اونچے اور بڑے انعام حاصل کیوں نہ کرلیں یہ ملک وقوم کے لئے اتنے مفید نہیں ہیں جتنی کہ عسکری قوت وطاقت۔ کھیلوں سے کسی قوم کو اس طرح مرعوب نہیں کیا جاسکتا جس طرح عسکری طاقت، جذبہ جہاد، سائنس اور ٹیکنالوجی میں آگے بڑھنے سے کیا جاسکتا ہے۔

بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج بہت سے ترقی پذیر اور غریب

ملک جن کے لئے جوانوں کو علمِ سائنس عسکریت اور ٹیکنالوجی سے آراستہ کرنا نہایت ضروری ہے وہ غیر ملکی قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں وہ زرِ مبادلہ کی ایک کثیر رقم اپنی کھیل کی ٹیموں کو بیرونِ ملک مقابلوں کے لئے بھیجتی ہیں کبھی تو یہ شکست کا داغ اپنے منہ اور پیشانی پر لیکر واپس لوٹتی ہیں اور کبھی کامیاب ہو کر مگر اس کامیابی سے ان کی غربی اور بھوک کا کوئی مداوا نہیں ہوتا۔ یہ حد سے تجاوز ہے اچھا نہیں ہے جوانوں کو ایسی کھیلوں کی اسلامی حدود میں رہتے ہوئے تو ضرورت ہے جن سے ان کی جانیں بنیں اور قوت حاصل ہو۔

صحیح غذا کا انتخاب

مسلمان مجاہد کی غذا اور خوراک کا مسئلہ بھی عام لوگوں کی طرح نہیں بلکہ قرآن کریم نے اس کی بھی وضاحت کی ہے وہ ہر چیز نہیں کھاتا اور نہ ہر مشروب استعمال کرتا ہے بلکہ وہ وہی کھاتا ہے جسے قرآن کریم نے حلال طیب حلال اور پاکیزہ کا نام دیا ہے اور وہ حرام اور ناپاک سے بچتا ہے۔ کھانے پینے کی جو چیزیں نباتات میں سے اس کے لئے مفید ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے حلال قرار دی ہیں اور جو کھانے پینے کی چیزیں ناپاک ہیں وہ اللہ نے اپنے بندوں پر حرام کر دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ ○ (الاعراف : ۱۵۷)

ترجمہ: ''اور پاک چیزوں کو اُن کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام ٹھہراتے ہیں اور اُن پر سے بوجھ اور طوق جو ان (کے سر) پر (اور گلے میں) تھے اتارتے ہیں تو جو لوگ اُن پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد دی اور جو نُور اُن کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی وہی مُراد پانے والے ہیں''۔

اللہ نے اپنے بندوں کو پاکیزہ چیزوں کے انتخاب کا حکم دیا ہے اور خبیث وناپاک چیزوں سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

(البقرۃ : ۱۶۸)

ترجمہ: ''لوگو جو چیزیں زمین میں حلال طیّب ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے''۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○ (البقرۃ: ۱۷۲)

ترجمہ: ''اے اہلِ ایمان جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں اُن کو کھاؤ اور اگر اللہ ہی کے بندے ہو تو اس (کی نعمتوں) کا شکر بھی ادا کرو''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○ (المائدہ: ۸۸)

ترجمہ: ''اور جو حلال طیب روزی اللہ نے تم کو دی ہے اُسے کھاؤ اور اللہ سے جس پر ایمان رکھتے ہو ڈرتے رہو''۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ○ (الانعام: ۱۱۸)

ترجمہ: ''تو جس چیز پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا جائے اگر اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو اُسے کھا لیا کرو''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○ (النحل: ۱۱۴)

ترجمہ: ''پس اللہ نے جو تم کو حلال طیب رزق دیا ہے اُسے کھاؤ اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو اگر اسی کی عبادت کرتے ہو''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَ مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ○ (طٰہٰ: ۸۱)

ترجمہ: ’’(اور حکم دیا کہ) جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں اُن کو کھاؤ اور اس میں حد سے نہ نکلنا ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ ہلاک ہوگیا‘‘۔

فرمان الٰہی ہے:

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الانفال: ٦٩)

ترجمہ: ’’تو جو مالِ غنیمت تم کو ملا ہے اسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لئے) حلال طیب (ہے) اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے‘‘۔

فرمان الٰہی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ (المؤمنون: ٥١)

ترجمہ: ’’اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو جو عمل تم کرتے ہو میں اُن سے واقف ہوں‘‘۔

اور یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ جس طرح حلال اور طیب غذا کا استعمال انسان کے لئے بڑا خوشگوار اثر رکھتا ہے اسی طرح ناپاک اور حرام غذا کا انسانوں پر ویسا ہی بُرا اثر ہوتا ہے۔

مومن طیب اور پاکیزہ ہے اس لئے وہ طیب اور پاکیزہ چیز ہی کو کھائے پیئے گا۔ لہٰذا اسلامی سپاہ لے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو حلال اور پاکیزہ غذا ہی کا عادی بنائے اور اس کی بے شمار انواع واقسام ہیں۔ ناپاک اور حرام غذا

سے بچے اور وہ چند ہی ہیں اور جانی پہچانی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحۡمَ الۡخِنۡزِيۡرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ‌ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ○ (النحل: ۱۱۵)

ترجمہ: ''اس نے تم پر مُردار اور لہُو اور سُور کا گوشت حرام کر دیا ہے اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے (اس کو بھی) ہاں اگر کوئی ناچار ہو جائے تو بشرطیکہ گناہ کرنے والا نہ ہو اور نہ حد سے نکلنے والا تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَا تَاۡكُلُوۡا مِمَّا لَمۡ يُذۡكَرِ اسۡمُ اللّٰهِ عَلَيۡهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسۡقٌ‌ؕ (الانعام: ۱۲۱)

ترجمہ: ''اور جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے مت کھاؤ کہ اس کا کھانا گناہ ہے''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَ الۡمَيۡسِرُ وَ الۡاَنۡصَابُ وَ الۡاَزۡلَامُ رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّيۡطٰنِ فَاجۡتَنِبُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ○ اِنَّمَا يُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّوۡقِعَ بَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةَ وَ الۡبَغۡضَآءَ فِي

الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○ (المائدہ: ۹۰-۹۱)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بُت اور پانسے (یہ سب) ناپاک کام اعمالِ شیطان سے ہیں سو اُن سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جُوے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوادے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو تم کو (ان کاموں سے) باز رہنا چاہیئے''۔

پس شراب تمام خباثتوں اور برائیوں کی جڑ ہے۔ وہ ایک فوجی سپاہی کو اس کے فرض سے روک دیتی ہے۔ پس ایک فوجی سپاہی سے یہی مطلوب ہے کہ وہ اپنے دشمن سے احتیاط کرے اور اس کے ساتھ برسرِ پیکار رہے۔ اس لئے کہ شراب اور دیگر نشہ آور چیزیں اسے اپنے آپ سے ہی غافل و بیگانہ اور عقل سے عاری بنادیں گی اس طرح وہ اپنے فرض سے غافل ہو جائے گا اور بہت ممکن ہے کہ ایسے میں اپنی سپاہ کے راز بھی افشا کردے۔

اور ان کا دوسرا نہایت ہی خبیث اور بُرا اثر سپاہ پر ہوتا ہے۔ ضروری ہے کہ سپاہ کی صفوں میں بھی باہمی محبت والفت، اخوت ودوستی کی فضا ہو جب کہ نشہ کی وجہ سے اس میں دشمنی اور بغض ونفرت راہ پاتی ہے۔ اور اس کا ایک برا اثر فوجی سپاہی پر یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ اس کا تعلق اپنے رب اور نماز سے توڑ دیتی ہے جب کہ ایک فوجی سپاہی کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اس کا تعلق اپنے رب سے انتہائی مضبوط ہو۔ اسی پر اس کا اعتماد اور توکل ہو اس طرح مسلم سپاہ کے کمانداروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ سپاہ کی غذا وخوراک اور اس کے آداب کے لحاظ سے تربیت کریں۔

سپاہ کو اسلحہ استعمال کرنے کی تربیت

سامانِ جنگ کی تیاری کے لئے سپاہ کو ہر قسم کے اسلحہ کو استعمال کرنے اور دیگر جنگی فنون کی نہایت عمدگی سے سکھلائی اساس و بنیاد کا درجہ رکھتی ہے۔

کمانداروں کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی سپاہ کو ہر قسم کے اسلحہ بندوق پستول، توپ، جہاز، میزائل وغیرہ کی مکمل اور عمدہ ٹریننگ دیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا سامانِ جنگ کے سلسلہ میں ارشاد ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ۔ (سورۃ الانفال: ۶۰)

ترجمہ: ''اور تیار رکھو اُن کے لئے قوت جس قدر تم سے ہو سکے''۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اللہ پر بھروسہ کرنے کے معنی یہ نہیں کہ اسباب ضروریہ مشروعہ کو ترک کر دیا جائے، نہیں، مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامانِ جہاد فراہم کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ مبارک میں گھوڑے کی سواری، شمشیر زنی اور تیر اندازی وغیرہ کی مشق کرنا سامانِ جہاد تھا۔ آج بندوق توپ ہوائی جہاز، آبدوز کشتیاں، آہن پوش کروز وغیرہ کا تیار کرنا اور استعمال میں لانا اور فنونِ حربیہ کا سیکھنا بلکہ ورزش وغیرہ کرنا سب سامانِ جہاد ہے۔

اسی طرح آئندہ جو اسلحہ و آلات حرب و ضرب تیار ہوں ان شاء اللہ وہ سب اس آیت کے منشاء میں داخل ہیں''۔ (تفسیر عثمانی: ۲۴۴)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر بر سرِ منبر یوں فرمائی:

''یاد رکھو! بے شک قوت نام ہے تیر اندازی کا! تین بار ارشاد فرمایا''۔ (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجاہدین کو ٹریننگ کے سلسلہ میں یوں رغبت دلایا کرتے

تھے:

''اللہ تعالیٰ ایک تیر کے ساتھ تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا، اس کے بنانے والا جو بناتے وقت جہاد وثواب کی نیت رکھے، تیر پھینکنے والا اور تیر پکڑانے والا۔ تیر اندازی اور گھوڑ سواری کرتے رہو۔تمہارا تیر اندازی کرنا مجھے تمہاری گھوڑ سواری سے زیادہ محبوب ہے۔ ہر وہ چیز جو انسان کو غفلت میں ڈالدے باطل ہے سوائے تین چیزوں کے اپنی کمان سے تیر اندازی کرنا، اپنے گھوڑے کی دیکھ بھال اور اپنی بیوی سے کھیل کود۔ یہ سب ٹھیک ہیں''۔(ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا سبق الا فی نصل او خفٍ اَو حافرٍ (ترمذی)

''شرط جائز نہیں مگر تیر میں یا اونٹ میں یا گھوڑے میں''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نفسِ نفیس صحابہ کو تربیت دیتے اور خود معائنہ بھی کیا کرتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دقتِ نظر کے ساتھ دیکھا کرتے کہ کیا تیر نشانے پر لگا بھی ہے یا نہیں؟

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر قبیلہ اسلم پر ہوا جو 'سوق' کے مقام پر تیر اندازی کے ایک مقابلہ میں مشغول تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اسماعیل کی اولاد! تیر اندازی کرتے رہو اس لئے کہ تمہارے باپ (حضرت) اسماعیل علیہ السلام بھی تیر انداز تھے اور میں بنی فلاں (ایک جماعت) کے ساتھ ہوں۔انہوں نے تیر چلانے چھوڑ دیئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اس کی وجہ؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم کیسے ان پر تیر اندازی کر سکتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اچھا تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں'' (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابوطلحہ بڑے اچھے تیر انداز تھے اور جب وہ تیر چلاتے تو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام تر توجہ نشانے (Target) پر ہوتی تھی۔ (بخاری)

تیراندازی کا اطلاق موجودہ زمانے کے لحاظ سے بندوق، پستول، توپ اور ہر اس اسلحہ پر ہوتا ہے جس سے گولیاں یا بم برسائے جاسکتے ہیں اور ان سب کا ٹھیک ٹھیک نشانے پر لگنا قوت کو تیار رکھنے میں ہی آتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھڑسواری اور اس کے مقابلوں کی تربیت دیتے تھے اور اپنے مجاہد صحابہ کو اس کا حکم بھی دیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان گھوڑوں پر جو موٹے نہیں تھے حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک چھ میل تک گھوڑ سواری کے مقابلہ کی نگرانی کی اور جو گھوڑے موٹے تھے (اور زیادہ تیز نہیں تھے) ثنیۃ الوداع سے مسجد زریق تک گھوڑے سواری کے مقابلے کی نگرانی کی اور عبداللہ بن عمر اس میں حصّہ لیتے تھے''۔ (مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالتِ امن میں بھی برابر اپنی اُمت کو تربیت دیتے تھے اور سستی اور کاہلی سے روکتے تھے بلکہ اس کام میں سستی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گناہ قرار دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم زمین پر زمین فتح کرلو گے اور اللہ تمہیں کافی ہوگا مگر تم میں سے کوئی کبھی اپنے تیروں سے غفلت نہ برتے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

''جس نے تیراندازی سیکھ کر پھر اسے چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں یا اس

نے نافرمانی کی‘‘۔ (بخاری)

قرآن کریم نے دشمن کے لئے قوت تیار رکھنے کا حکم دیا ہے اور قوت کے لفظ کو اسمِ نکرہ کے طور پر استعمال کیا ہے پھر ’’رباط الخیل‘‘ کو معرفہ ذکر کیا ہے مگر اس میں قیامت تک جنگ میں استعمال کی جانے والی اور نئ سے نئ آنے والی سواری بھی شامل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد میں یہی حکمت بیان ہوئی ہے۔

’’گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک خیر ہی خیر رکھ دی گئی ہے اس میں اجر بھی ہے اور غنیمت بھی‘‘ (مسلم)

اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اسلحہ چاہے کتنا ہی ایڈوانس اور نئے سے نیا کیوں نہ ہو گھوڑے کی پھر بھی ضرورت رہتی ہے۔ مسلمانوں نے قریبی جنگوں میں اسے استعمال کیا ہے۔ مجاہد کبیر عمر مختار نے اٹلی کے خلاف جنگ میں گھوڑے استعمال کئے۔

جرمنی نے دوسری عالمی جنگ عظیم میں گھوڑوں کی ایک بڑی تعداد تیار کر رکھی تھی تاکہ پیٹرول نہ ہونے یا گاڑیاں نہ ہونے کی صورت میں انہیں استعمال میں لایا جاسکے اور ویسے بھی گھڑسواری جسمانی تربیت کے لئے ایک بہترین چیز ہے۔

معلّمین کا انتخاب

مسلم سپاہ کے معلّمین Instructor بھی جہاں تک ممکن ہو خود انہی میں سے ہونے چاہئیں۔ انہیں اپنے فن کا تجربہ اور اس پر کامل مہارت ہونی چاہیئے۔ انہیں جذبۂ جہاد سے سرشار ہونا چاہیئے۔

اور اگر بامرِ مجبوری باہر سے کسی معلم کو لینا ناگزیر ہو تو پھر ان ملکوں سے لینا چاہیئے جن سے اسلامی ملکوں کے تعلقات اچھے ہوں اور وہ ان حکومتوں سے

مخلصانہ روابط رکھتے ہوں ان ملکوں سے معلّمین کا چناؤ ہرگز نہیں کرنا چاہیئے جن کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کی عداوت و دشمنی چھپی ہوئی ہو اس لئے کہ وہ ٹریننگ کے ساتھ اپنے شاگردوں سے جاسوسی کے کام بھی لے سکتے ہیں اور پھر ان میں تباہ کن اور بے دین نظریات پھیلا دیتے ہیں۔

یہ تربیت بھی بذات خود اسلامی ملک کے اندر ہونی چاہیئے ۔صرف معلمین باہر سے آئیں، اس سے مسلم سپاہ ان خرابیوں اور اس آزمائش سے بچ جائے گی جس میں بیرونِ ملک رہنے کی وجہ سے مبتلا ہوسکتی ہے۔اور اگر سپاہ کے کچھ افراد کو بیرونِ ملک تربیت کے لئے بھیجنا ناگزیر ہو تو پھر جماعت کی صورت میں انہیں بھیجا جائے اور وہ وہاں بھی کڑی نگرانی میں رہیں تاکہ کوئی راہ راست یا اصل مقصد سے ہٹنے نہ پائے۔

سپاہ کی روحانی تیاری

قوت کی تیاری میں لشکر و سپاہ بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔اسلام نے اس کی تعمیر شخصیت کا بھی پورا اہتمام کیا ہے۔اسے عقیدہ اور تہذیب وتمدن کے لحاظ سے پوری طرح تیار کیا ہے جسمانی طاقت کے ساتھ جذبۂ جہاد کی روح بھی ایک اچھا اضافہ ہے۔

سپاہ کی روحانی و معنوی تیاری، اس میں معرکہ کے دوران قوت، شجاعت،صبر اور ثابت قدمی پیدا کرتی ہے۔اس لئے کہ وہ اچھی طرح جانتی ہے کہ وہ ایک صحیح اور بلند مقصد کے لئے برسر پیکار ہے۔اسے خوب معلوم ہے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے اس میں کمی بیشی ممکن نہیں۔ بلکہ عنداللہ شہادت کے بلند مقام کی وجہ سے اسے اس کی تمنا ہوتی ہے۔

اسلامی شریعت میں روحانی تربیت کا ایک خاص طریقہ ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس امت کے سلف صالح کا اس پر عمل رہا ہے۔ پس اسلامی لشکر مثالی لشکر تھا۔ اسلامی سپاہ کے کمانداروں کا فرض ہے کہ وہ اسی نہج پہ اس کی تربیت کا اہتمام کریں۔ آگے ہم اس طریقہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

عقیدہ وایمان

صحیح عقیدہ ہی دراصل سپاہ کی تربیت کی اساس و بنیاد ہے اور اسی پر عمل، اخلاق و کردار کا دارومدار ہے اسی لئے اسلام نے تاکید کی ہے کہ ایمان کو دلوں میں راسخ کیا جائے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر تیرہ سال تک مکہ مکرمہ میں لوگوں کو ایمان کی دعوت دیتے رہے۔ اس طرح مومنوں کے دلوں میں عقیدہ مضبوط ہوگیا۔ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ایمان انسان کو اللہ کے سوا ہر چیز کی غلامی سے آزاد کر دیتا ہے اور وہ ایسے مضبوط حلقے کو مضبوطی کے ساتھ تھام لیتا ہے جو ٹوٹنے والا نہیں۔ اس ایمان سے انسان کے اندر ایک ایسی قوت پیدا ہوجاتی ہے جس میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر ایمان اسے یہ احساس دلاتے ہیں کہ اس کائنات کے رب کی طرف سے اس کے لئے آسمانی شریعت کا نظام مقرر ہے جسے اس کے پاس رسول لے کر آئے۔ اسی اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اسے بیان سکھایا ہے۔ وہی اس کے نفع ونقصان کو خوب جانتا ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ان کے والدین سے کہیں بڑھ کر زیادہ مہربان ہے۔ ہر خیر و بھلائی کا اس نے حکم دیا ہے اور ہر شر اور بُرائی سے روک دیا ہے اور جہاد وقتال کے بارے میں حکم بھی اسی ذات نے دیا ہے۔ اسی نے بتایا ہے کہ جنگ کے بعد کیا کرنا ہے اور عسکری طاقت اور سپاہ کو کیسے تیار کرنا ہے۔ یہ جہاد مسلمانوں کے حق میں انتہائی مفید ہے چاہے کچھ لوگوں کو یہ پسند ہو یا نہ اور چاہے کچھ لوگوں کو اس کی حکمت کا بھی پتہ نہ

ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْــًٔا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْــًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرۃ: ۲۱۶)

ترجمہ: ''مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو اور (ان باتوں کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے''۔

دوبارہ جی اُٹھنے اور حساب کتاب پر ایمان اس کے اندر ایک 'چیک' کی طرح ہے جو اسے راہِ راست پہ چلاتا ہے اور اس کی ذمہ داری اسے یاد کراتا ہے، ہر چھوٹے بڑے گناہ پر اس کی نگرانی کرتا ہے۔ اسے اپنے عمل میں مخلص بناتا ہے اس کے رب اور بندوں کے جو حقوق اس پر عائد ہیں وہی ان پر محاسب بھی ہے۔

سپاہ پر عبادات کا اثر

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے عبادتیں اس لئے مقرر کی ہیں تاکہ ان کا ایمان اور ان کا تعلق اپنے رب کے ساتھ مضبوط ہو اور ان کے نفوس کی اصلاح ہو اور وہ اخلاقی اور نفسیاتی بیماریوں سے پاک ہوں اور وہ انسانیت کے اس بلند مقام تک پہنچ جائیں جہاں اس سے بھلائی اور نیکی کے سوا اور کوئی چیز صادر نہ ہو۔

پس نماز ایک عبادت ہے اور ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔ یہ بندے کو اپنے رب کا قرب عطا کرتی ہے، اسے گناہوں سے پاک کرتی، بے حیائی اور ناپسندیدہ کاموں سے روکتی ہے بشرطیکہ نماز کو نماز کی طرح اس کے تمام حقوق و آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے ادا کیا جائے اور پورے ایمان و

یقین اور ثواب پانے کی نیت کے ساتھ ادا کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ ؕ (العنکبوت: ۴۵)

ترجمہ: ''نماز قائم کیجئے یقیناً نماز بے حیائی اور ناپسندیدہ کاموں سے روکتی ہے''۔

اسی طرح روزہ ایک عبادت ہے اور اسلام کا ایک رکن ہے۔ وہ روزہ دار کو ایک بلند مقام پر فائز کر دیتا ہے اور اس میں عزم و ہمت، صبر، ثابت قدمی اللہ کو ہر وقت حاضر و ناظر سمجھتے رہنے کی صفات پیدا کرتا ہے اور اسے متقی بناتا ہے اور مسلمان فوجی کو دورانِ جنگ اپنے رب کے ساتھ مضبوط تعلق اور صبر و ثبات کی اس سے کہیں زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور اس سے اسے وقت پڑنے پر بھوک پیاس برداشت کرنے کی قدرت حاصل ہوتی ہے اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ معرکوں میں سپاہ کو ایسے حالات پیش آتے رہتے ہیں۔ کبھی کچھ عرصہ کے لئے خوراک کی آمد کا سلسلہ ٹوٹ بھی جاتا ہے۔ اسلامی لشکر اس تکلیف کو بآسانی برداشت کر لیتا ہے کہ اسے رمضان کے روزوں میں اس سے واسطہ پڑتا رہا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اسے اس پر اللہ کی طرف سے اجر و ثواب بھی ملے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ لَا یُصِیۡبُہُمۡ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا مَخۡمَصَۃٌ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ لَا یَطَـُٔوۡنَ مَوۡطِئًا یَّغِیۡظُ الۡکُفَّارَ وَ لَا یَنَالُوۡنَ مِنۡ عَدُوٍّ نَّیۡلًا اِلَّا کُتِبَ لَہُمۡ

بِـ ہٖ عَمَـ لٌ صَـ الِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِـ یْعُ اَجْـ رَ
الْمُحْسِنِیْنَ ○ (التوبة: ۱۲۰)

ترجمہ: ’’یہ اس لئے کہ انہیں اللہ کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے پیاس کی یا محنت کی یا بھوک کی یا وہ ایسی جگہ چلتے ہیں کہ کافروں کو غصہ آئے یا دشمنوں سے کوئی چیز لیتے ہیں تو ہر بات پر اُن کے لئے عمل نیک لکھا جاتا ہے کچھ شک نہیں کہ اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا‘‘۔

بتایا گیا ہے کہ دوسری جنگِ عظیم کے دوران مسلم سپاہ بھوک پیاس برداشت کرنے اور صبر وثبات میں سب سے بڑھ کر تھیں۔ اس لئے کہ انہیں روزوں کی تربیت حاصل تھی جبکہ دوسروں کے ہاں ایسی کوئی تربیت نہ تھی۔ غیر مسلم سپاہ کے لوگ بھوک پیاس سے مر گئے کہ وہ اسے برداشت نہ کر سکے۔

زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے۔ اسلام کا رکن ہے۔ امیروں سے لے کر غریبوں اور محتاجوں میں بانٹ دی جاتی ہے۔ وہ انسان سے کنجوسی بخیلی کو زائل کر دیتی ہے اور انسانی معاشرہ کے لئے کنجوسی سے بڑا اور کوئی روگ نہیں۔ اسی طرح وہ مالداروں کو ضرورت پڑنے پر تیار اور قربانی کا خوگر بنا دیتی ہے۔

اگر جنگ ہو جائے اور حکومت کے پاس جنگی تیاری کے لئے کافی شافی مال و دولت نہ ہو تو ایسے میں مسلمان مالداروں کو اللہ کی راہ میں اپنے مال بے دریغ پیش کر دینے چاہئیں۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ اب یہ مالی جہاد ہے اور یہ ان پر فرض ہے اور حج بھی ایک عبادت اور اسلام کا رکن ہے جس شخص کے پاس بیت اللہ شریف تک آنے جانے کی گنجائش ہو اس پر فرض ہے۔

اللہ نے فرمایا:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ

سَبِيۡلًا ؕ (آلِ عمران: ۹۶)

ترجمہ: ''اور لوگوں پر اللہ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے اس کا حج کرے''۔

جس نے بیت اللہ شریف کا حج کیا اللہ اسے مزید ہدایت دیتا ہے اور اس کا ایمان مزید بڑھا دیتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو ہدایت کا سرچشمہ اور مرکز قرار دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۝ (آل عمران: ۹۶)

ترجمہ: ''پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لئے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکے میں ہے بابرکت اور جہان کے لئے موجب ہدایت ہے''۔

اخلاق و کردار

''ہر قوم کے لئے اخلاقی اہمیت مسلّم ہے۔ قوموں کا عروج و ترقی کی پہچان کا مدار اخلاق پر ہے۔ یہ اخلاق اسلامی سوسائٹی کی جان ہیں۔ اور مسلم سپاہ کی صفت امتیاز اور پہچان ہیں پس اسلام چاہتا ہے کہ اس کی سپاہ اخلاق کے انتہائی بلند مقام پر ہو اور اخلاق کی بہترین مثال ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی بہت سی آیات میں اخلاق پہ بہت زور دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰهِلِيۡنَ ۝

(الاعراف : ۱۹۹)

ترجمہ: ''(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عفو اختیار کرو اور نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کرلو''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۞ (آل عمران : ۱۳۴)

ترجمہ: ''جو آسودگی اور تنگی میں اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور اللہ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے''۔

سپاہ کی تعلیم

اسلام علم ومعرفت پہ زور دیتا ہے۔ پڑھائی اور حصولِ علم کی ترغیب دیتا ہے اور اہلِ علم کو بلند مقام عطا کرتا ہے۔ جہالت اور جاہلوں کی مذمت بیان کرتا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ اس کے فرزند (اور مسلم سپاہ بھی اس میں شامل ہے) اپنے دین دنیا سے پوری طرح باخبر ہوں''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلۡ ہٰذِہٖ سَبِیۡلِیۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ ۟ؔ عَلٰی بَصِیۡرَۃٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیۡ ؕ وَ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ وَ مَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ۞ (یوسف : ۱۰۸)

ترجمہ: ''کہہ دو میرا راستہ تو یہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں (از روئے یقین و برہان) سمجھ بوجھ کر میں بھی لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور میرے پیروکار بھی اور اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں''۔

مسلم کمانداروں پر فرض ہے کہ مسلم سپاہ کی بنیادی اسلامی تعلیم پہ پوری توجہ دیں۔ اسے اسلام کے جنگی آداب سکھائیں اور وہ احکام بھی بتائیں جن کا تعلق جنگ اور جہاد کے لئے جنگی تیاری سے ہے۔

سپاہ کو جنگی آداب کی تعلیم

اسلامی جہاد کو جس طرح اپنے بلند مقاصد کے لحاظ سے امتیاز حاصل ہے اسی طرح اپنے بلند آداب کے لحاظ سے بھی امتیاز حاصل ہے۔ اسلام مسلم سپاہ کو حکم دیتا ہے کہ وہ جنگی آداب سیکھے اور اس تعلیم سے پوری طرح باخبر ہو تاکہ مسلمان فوجی جہاد میں اس کی ایک عمدہ مثال ہو۔ مسلم سپاہ میدان جہاد میں بھی عدل و انصاف کا دامن نہیں چھوڑتی۔ جس قوم سے اس کا معاہدہ ہو اس سے کوئی تعرض نہیں کرتی اور صلح جُو سے نہیں لڑتی اور نہ وہ اُن عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور بیماروں کو قتل کرتی ہے جن کا سرے سے کوئی قصور ہی نہ ہو۔ قرآن پاک اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی تعلیم دی ہے اس کی کچھ مثالیں آگے پیش کی جارہی ہیں۔

حلیفوں اور جن سے معاہدہ ہو ان سے کوئی جنگ نہیں

یقیناً اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سورۃ النساء میں ان لوگوں کے خلاف لڑنے سے منع کیا ہے جن سے ان کا کوئی عہد و معاہدہ ہو یا وہ ان کے حلیف ہوں یا وہ صلح کی طرف پیش قدمی کرے اور دشمن کی طرف اس کا رجحان نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِلَّا الَّذِیۡنَ یَصِلُوۡنَ اِلٰی قَوۡمٍۭ بَیۡنَکُمۡ وَ بَیۡنَہُمۡ مِّیۡثَاقٌ اَوۡ جَآءُوۡکُمۡ حَصِرَتۡ صُدُوۡرُہُمۡ اَنۡ یُّقَاتِلُوۡکُمۡ اَوۡ یُقَاتِلُوۡا قَوۡمَہُمۡ ؕ وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَسَلَّطَہُمۡ عَلَیۡکُمۡ فَلَقٰتَلُوۡکُمۡ ۚ فَاِنِ اعۡتَزَلُوۡکُمۡ فَلَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ وَ اَلۡقَوۡا اِلَیۡکُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمۡ عَلَیۡہِمۡ سَبِیۡلًا ﴿۰﴾ (النساء : ۹۰)

ترجمہ: ''مگر جو لوگ ایسے لوگوں سے جا ملے ہوں جن میں اور تم میں (صلح کا) عہد ہو اس حال میں کہ اُن کے دل تمہارے ساتھ یا اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے رک گئے ہوں تمہارے پاس آجائیں تو احتراز ضرور نہیں اور اگر اللہ چاہتا تو اُن کو تم پر غالب کر دیتا تو وہ تم سے ضرور لڑتے پھر اگر وہ تم سے (جنگ کرنے سے) کنارہ کشی کریں اور لڑیں نہیں اور تمھاری طرف صلح کا پیغام بھیجیں تو اللہ نے تمہارے لئے ان پر زبردستی کرنے کی کوئی سبیل مقرر نہیں کی''۔

اسی طرح قرآن کریم نے اہلِ ایمان کو ایسی حکومتوں کے خلاف ایکشن سے روکا ہے جو نہ تو ان سے برسرِ پیکار ہیں اور نہ ان کے دشمنوں کی مدد کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَا یَنۡہٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَ لَمۡ یُخۡرِجُوۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡہُمۡ

وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ○

(الممتحنہ:۸)

ترجمہ:''جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اُن کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے اللہ تم کو منع نہیں کرتا اللہ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''مکّہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو آپ پر ایمان نہ لائے اور مسلمان ہونے والوں سے ضد اور پرخاش بھی نہیں رکھی۔ نہ دین کے معاملہ میں ان سے لڑے نہ ان کو ستانے اور نکالنے میں ظالموں کے مددگار بنے۔ اس قسم کے کافروں کے ساتھ بھلائی اور خوش خلقی سے پیش آنے کو اسلام نہیں روکتا۔ جب وہ تمہارے ساتھ نرمی اور رواداری سے پیش آتے ہیں انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ تم بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور دنیا کو دکھلا دو کہ اسلامی اخلاق کا معیار کس قدر بلند ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ نہیں کہ اگر کافروں کی ایک قوم مسلمانوں سے برسرپیکار ہے تو تمام کافروں کو بلا تمیز ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا شروع کردیں۔ ایسا کرنا حکمت وانصاف کے خلاف ہوگا۔ ضروری ہے کہ عورت، مرد، بچے، بوڑھے ،جوان اور معاند و مسالم میں ان کے حالات کے اعتبار سے فرق کیا جائے''۔

(تفسیر عثمانی:۷۲۹)

دھوکہ اور بچوں کے قتل سے ممانعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کو کسی لشکر کا امیر بناتے تو اسے بطور خاص تقویٰ اختیار کرنے کا اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتے اور یہ

ہدایات بھی تاکیداً دیا کرتے تھے۔

اللہ کی راہ میں اللہ کے نام سے لڑنا، ان کے خلاف لڑنا جو کفر اختیار کئے ہوئے ہیں۔لڑتے ہوئے دھوکہ دہی اور خیانت نہ کرنا، لاشوں کی بے حرمتی...... مثلہ نہ کرنا اور کسی بچے کو قتل نہ کرنا''۔ (مختصر صحیح مسلم: ۵۴)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے:

''ہر دغاباز کے لئے قیامت میں اس کے دغا کے مطابق جھنڈا بلند کیا جائے گا یاد رکھو کہ امیر عامہ سے بڑھ کر دغا میں اور کوئی نہیں ہوگا''۔
(مختصر صحیح مسلم)

جنگ ایک چال ہے

دشمن سے معاہدہ کرنے کے بعد اُسے توڑنے اور دھوکہ دینے کی اجازت نہیں۔ حالت جنگ میں البتہ دشمن کے خلاف چال چلنے کی اجازت ہے اور وہ یوں کہ جنگ ایک چال ہی تو ہے''اور یہ جنگ ایک چال ہے'' رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بھی تو ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن کے خلاف اس سے کام بھی لے لیا کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی غزوہ کے لئے نکلتے تو اس خاص جہت کی طرف صراحت سے کام نہیں لیتے تھے بلکہ توریہ سے کام لے لیا کرتے تھے۔ حضرت کعب بن مالک کا کہنا ہے کہ''رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو صاف نہیں بتاتے تھے بلکہ توریہ سے کام لے لیتے''۔ (صحیح بخاری)

نہایہ میں توریہ کی تشریح یوں کی گئی ہے کہ اس مشن کو مخفی رکھتے اور کنایہ سے کام لیتے جس سے یہ وہم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ کسی اور طرف کا ہے۔ توریہ......الوراء سے ہے کہ بیان کو پسِ پشت ڈال دیتے۔ ابن مالک کا کہنا ہے کہ اپنے اس مشن کو مخفی رکھتے اور ظاہراً یوں لگتا جیسے کسی اور طرف کا ارادہ ہے۔

اس میں دشمن کو غافل رکھنے میں حزم واحتیاط بھی ہے اور جاسوسوں سے امن بھی ہے کہ انہیں اطلاع ہی ہونہیں پاتی۔ وہ دشمن کو کیسے خبر پہنچا سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توریہ کی مثال یوں سمجھئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ مکہ کے ارادہ سے نکل رہے ہیں مگر لوگوں سے خیبر کے حال احوال اور راستوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صراحت کے ساتھ یہ نہیں بتاتے تھے کہ میں غزوہ کے لئے فلاں مقام پہ جارہا ہوں اور پھر دوسری جگہ چلے جاتے ہوں بلکہ کنایہ سے کام لیتے تھے۔

لشکر میں جذبۂ جہاد......فتح اللہ ہی کی طرف سے ہے

اسلامی لشکر کے لئے ضروری ہے کہ جنگ کے لئے وہ تمام جنگی سازوسامان اور بھرپور تیاری سے کام لے اور پوری طرح چوکنا رہے مگر یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ فتح ونصرت کا مدار اسباب پہ نہیں بلکہ مسبب الاسباب ہی پر ہے۔ فتح ونصرت اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہی دیتا ہے۔ اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنا چاہیئے۔ اس کی صحیح اطاعت کرنی چاہیئے اور اس کے وعدوں پر یقین رکھے۔ قرآنِ کریم میں اس موضوع سے متعلق کئی آیات ہیں چند ایک کا ہم ذکر کئے دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ۝

(آل عمران: ۱۲۶)

ترجمہ: ''ورنہ مدد تو اللہ ہی کی ہے جو غالب (اور) حکمت والا ہے''۔

اللہ کا فرمان ہے:

وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الروم : ٤٧)

ترجمہ: ''اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی''۔

اللہ کا ارشاد ہے:

وَ اُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (الصف : ١٣)

ترجمہ: ''اور ایک اور چیز جس کو تم بہت چاہتے ہو (یعنی تمہیں) اللہ کی طرف سے مدد نصیب ہوگی اور فتح عن قریب ہوگی اور مومنوں کو اس کی خوشخبری سنا دو''۔

اللہ کا فرمان ہے:

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ۝ (الحج : ٣٩)

ترجمہ: ''جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے اُن کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیوں کہ اُن پر ظلم ہو رہا ہے اور اللہ (ان کی مدد کرے گا وہ) یقیناً انکی مدد پر قادر ہے''۔

اللہ کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ (محمد : ٧)

ترجمہ: ''اے اہلِ ایمان اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا''۔

اللہ نے فرمایا:

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا

(المؤمن :٥١)

ترجمہ: ’’ہم اپنے پیغمبروں کی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کی دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے‘‘۔

اللہ کا فرمان ہے:

اِنْ یَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ یَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

(آل عمران :١٦٠)

ترجمہ: ’’اگر اللہ تمہارا مددگار رہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں‘‘۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ○

(الحج :٤٠)

ترجمہ: ’’اور جو شخص اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی ضرور مدد کرتا ہے بے شک اللہ توانا اور غالب ہے‘‘۔

لشکر اسلامی کی دعائیں

جنگ کے دوران میں لشکر اسلامی کا اللہ تعالیٰ سے انتہائی مضبوط تعلق

ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے برابر نصرت و فتح اور ثابت قدمی کی دعائیں کرتا ہے قرآنِ کریم نے مجاہدوں کی ایسی چند دعاؤں کا ذکر کیا ہے جو لشکر اسلامی کے لئے نمونہ ہیں۔

ارشاد فرمایا:

وَ مَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ○ (آل عمران: ۱۴۷)

ترجمہ: ''اور اس حالت میں اُنکے منہ سے کوئی بات نکلتی تو یہی کہ اے پروردگار ہمارے گناہ اور زیادتیاں جو ہم اپنے کاموں میں کرتے رہے ہیں معاف فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح عنایت فرما''۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ○ (البقرۃ: ۲۵۰)

ترجمہ: ''اور جب وہ لوگ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابل میں آئے تو (اللہ سے) دعا کی کہ اے پروردگار ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ اور (لشکر) کفار پر فتحیاب کر''۔

ارشاد ربانی ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ

عَلَيۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَاۤ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَ اعۡفُ عَنَّا وَ اغۡفِرۡ لَنَا وَ ارۡحَمۡنَا اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿٢٨٦﴾ (البقرۃ: ٢٨٦)

ترجمہ: ''اے پروردگار! اگر ہم سے بھول چوک ہوگئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما''۔

مجاہد موت سے نہیں ڈرتا

مجاہد بہادر ہوتا ہے وہ موت سے نہیں ڈرتا بلکہ وہ تو برابر شہادت کا طالب ہوتا ہے۔ وہ شہادت میں ہمیشہ کی زندگی دیکھتا ہے جیسے حضرت خالدؓ نے اہلِ فارس کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''میرے ہمراہ ایسی سپاہ ہے جسے شہادت سے ایسی محبت ہے جیسے اہل فارس کو شراب سے''۔

اُسے موت سے ڈر نہیں بلکہ پیار ہوتا ہے۔ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ موت کا ایک وقت معین ہے جس سے آگے پیچھے ہونا ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ (آل عمران: ۱۴۵)

ترجمہ: ''اور کسی شخص میں اتنی طاقت نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر مرجائے اس نے موت کا وقت مقرر کر کے لکھ رکھا ہے''۔

اللہ نے فرمایا:

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ (النحل: ٦١)

ترجمہ: ''جب وہ وقت آجاتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکتے ہیں نہ آگے بڑھ سکتے ہیں''۔

وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موت کی جگہ بھی مقرر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (لقمان: ۳۴)

ترجمہ: ''اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اُسے موت آئے گی بے شک اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے''

اللہ نے فرمایا:

قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ (آل عمران: ۱۵۴)

ترجمہ: ’’کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی تقدیر میں مارا جانا لکھا تھا وہ اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرور نکل آتے‘‘۔

مجاہد جانتا ہے کہ جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنے سے بھی موت سے چھٹکارا ممکن نہیں۔

ارشادِ الٰہی ہے:

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَ هُمۡ اُلُوۡفٌ حَذَرَ الۡمَوۡتِ ۖ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوۡتُوۡا ۗ ثُمَّ اَحۡيَاهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَشۡكُرُوۡنَ ۝ وَ قَاتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۝

(البقرۃ: ۲۴۳۔۲۴۴)

ترجمہ: ’’بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو (شمار میں) ہزاروں ہی تھے اور موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل بھاگے تھے۔ تو اللہ نے ان کو حکم دیا کہ مر جاؤ پھر ان کو زندہ بھی کر دیا۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ لوگوں پر مہربانی رکھتا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے اور مسلمانوں اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور جان رکھو کہ اللہ (سب کچھ) سنتا جانتا ہے‘‘

وہ یہ بھی جانتا ہے کہ جہاد میں تاخیر بھی موت سے بچا نہیں سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ وَ قَعَدُوۡا لَوۡ اَطَاعُوۡنَا مَا قُتِلُوۡا ؕ قُلۡ فَادۡرَءُوۡا عَنۡ اَنۡفُسِكُمُ الۡمَوۡتَ اِنۡ

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝ (آل عمران : ۱۶۸)

ترجمہ: ''یہ خود تو جنگ سے بچ کر بیٹھ ہی رہے تھے مگر جنہوں نے اللہ کی راہ میں جانیں قربان کر دیں اپنے اُن بھائیوں کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کہا مانتے تو قتل نہ ہوتے کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو اپنے اوپر سے موت کو ٹال دینا''۔

اس سے معلوم ہے کہ محلات اور قلعے بھی موت سے بچا نہیں سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ (النساء : ۷۸)

ترجمہ: ''اے جہاد سے ڈرنے والو تم کہیں رہو موت تو تمہیں آ کر رہے گی خواہ بڑے بڑے محلوں میں رہو''

وہ قتل یا موت سے نہیں بھاگتا وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ بھاگ کر بھی موت سے بچا نہیں جا سکتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا۝ (الاحزاب : ۱۶)

ترجمہ: ''کہہ دو کہ اگر تم مرنے یا مارے جانے سے بھاگتے ہو تو بھاگنا تم کو فائدہ نہیں دے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے''۔

اللہ کا فرمان ہے:

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ

ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝ (الجمعة: ۸)

ترجمہ: ''کہہ دو کہ موت جس سے تم گریز کرتے ہو وہ تو تمہارے سامنے آ کر رہے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ سب تمہیں بتائے گا''۔

اسلحہ ساز فیکٹریاں لگانا بھی قوت میں شامل ہے

امت اسلامیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلحہ ساز کارخانے اور فیکٹریوں کی مالک ہو جن میں چھوٹے سے لیکر بڑے سے بڑا نئے سے نیا اسلحہ تیار ہوتا ہو۔ بندوق سے لے کر میزائل اور ایٹم بم تیار ہوتے ہوں۔ جن سے بر و بحر اور فضا میں کام لیا جا سکتا ہو تا کہ اس میں وہ خود کفیل ہو اور کسی بیرونی ملک سے خریدنے کی قطعاً محتاج نہ ہو۔

اسی طرح جنگی اور ٹیکنیکل کالج قائم کئے جائیں۔ ان میں ذہین طلبہ کو لے کر صنعت میں مہارت کا مقصد حاصل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے زمین میں لوہے کے ذخیرے رکھے ہیں اور لوہے کو اسلحے کی صنعت کی اساس قرار دیا ہے۔ یہ صنعت لوگوں کی زندگی میں نہایت کارآمد بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِيْزٌ ○ (الحدید: ۲۵)

ترجمہ: ''ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد و عدل) تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور لوہا پیدا کیا اس میں (اسلحہ جنگ کے لحاظ سے) خطرہ بھی شدید ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں اور اس لئے کہ جو لوگ بن دیکھے اللہ اور اس کے پیغمبروں کی مدد کرتے ہیں اللہ ان کو معلوم کرلے بے شک اللہ قوی اور غالب ہے''۔

اسلحہ کی صنعت کی اہمیت

جب جہاد میں اسلحہ ایک بنیادی چیز ہے تو اس کی صنعت اور اس پیشے سے وابستہ لوگوں کی اہمیت و شرف کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ صنعت اپنے ایک نبی داؤد علیہ السلام کو سکھائی اور اس کا ذکر بطور احسان کے کیا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ○ (الانبیاء: ۸۰)

ترجمہ: ''اور ہم نے تمہارے لئے اُنکو ایک (طرح کا) لباس بنانا بھی سکھا دیا تا کہ تم کو لڑائی (کے ضرر) سے بچائے پس تم کو شکر گزار ہونا چاہیئے''۔

صنعت اسلحہ میں عمدگی

اس صنعت میں عمدگی اور کمال حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ اس سے پورا مقصد احسن طریقے سے حاصل کیا جاسکے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم دیا کہ زرہیں خوبی کے ساتھ بنائیں۔ وہ کھلی بھی ہوں اور ان کے حلقے نہایت متناسب برابر اور موزوں ہوں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَ الطَّیْرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ (السبأ: ۱۰-۱۱)

ترجمہ: ''اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو اپنی طرف سے برتری بخشی تھی، اے پہاڑو! ان کے ساتھ تسبیح کرو اور پرندوں کو (ان کا مسخر کردیا) اور ان کے لئے ہم نے لوہے کو نرم کردیا کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کو اندازے سے جوڑو اور نیک عمل کرو جو عمل تم کرتے ہو میں ان کو دیکھنے والا ہوں''۔

حضور علیہ السلام کی حدیث میں بھی انسان کے ہر عمل کی عمدگی کو بطور بنیاد کے رکھا گیا ہے۔ ہر عمل میں ظاہر ہے کہ اسلحہ سازی کی صنعت بھی داخل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُحِبُّ اِذَا عَمِلَ اَحَدُ کُمْ عَمَلًا اَنْ

یُتْقِنَہٗ (مصنف عبد الرزاق)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی کام کرے تو اسے انتہائی عمدگی کے ساتھ کرے''۔

اسلحہ کی صنعت وترقی کے لئے ضروری ہے کہ فوج کے ایسے ذہین جوان منتخب کئے جائیں جو اس سے طبعی میلان بھی رکھتے ہوں اور اس کام کو دل سے بھی چاہتے ہوں اور ان میں عمدہ چیزیں تیار کرنے کی پوری صلاحیت بھی ہو تا کہ پہلے وہ ٹیکنیکل ملٹری کالجوں میں اس کام کو سیکھیں پھر اسلحہ ساز فیکٹریوں میں اسلحہ بنائیں۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اسلحہ سازی کی ترغیب بھی دی ہے اور اس پیشہ کو ایسا مبارک پیشہ بھی قرار دیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور ہمیشہ کی جنت بھی حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ اس سے اس کا مقصود بھلائی اور سپاہ اسلامی کی مدد اور جنگ کے لئے تیاری کرنا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر/نیزہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا، کارِ خیر سمجھ کر اس کو بنانے والا، اسے پھینکنے والا اور اسے دینے والا''۔

پس اسلحہ ساز مجاہد جنگ کے دوران میں اسے استعمال میں لانے والا اور اس کے استعمال میں مدد کرنے والا اس فضیلت میں سب یکساں شریک ہیں۔

ہم اسلحہ ساز فیکٹریاں کیسے بنائیں؟

اگر سارے اسلامی ملک مل کر ایک جھنڈے کے نیچے آجائیں تو یہ پوری دنیا کی سب سے بڑی حکومت بن کر اس قابل ہو سکتے ہیں کہ ہر قسم کے اسلحہ کے لئے فیکٹریاں قائم کر سکیں اور انہیں بھی آج کی دنیا کی بڑی حکومتوں کی طرح وہ

تمام اسباب حاصل ہوں گے جیسے انہیں حاصل ہیں۔ اسلامی اور عرب ملکوں کو آج بھی وہ تمام مادی اسباب و وسائل اور خام مال کو حاصل ہے مگر وہ یکجا نہیں اور ان ممالک میں سے کسی ایک ملک کے بس میں نہیں کہ وہ ہر قسم کے اسلحہ کے لئے ایسی فیکٹریاں قائم کر سکے کیونکہ تنہا اسے وہ تمام وسائل حاصل نہیں ہیں جس سے یہ منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچ سکے۔

لہٰذا ضروری ہے کہ ان حکومتوں کے درمیان باہمی تعاون ہو اور ان کی ایک خاص کمیٹی ہو جو اس تمام کام کی نگرانی کر سکے اور تقسیم کار کے تحت وہ اس منصوبہ کو ان حکومتوں کے درمیان انکی صلاحیت کے مطابق تقسیم کر کے یہ خدمت انجام دے سکتی ہے کہ کسی کے سپرد بندوق اور گولیوں کی فیکٹری ہو اور کسی کے سپرد توپ اور ٹینک ہوں اور کسی کے سپرد لڑاکا طیارے اور میزائل اور بم ہوں اور کسی کے سپرد بحری بیڑے۔ اس طرح باہمی رابطہ سے یہ تمام اسلحہ اس ملک کو مہیا کر سکتی ہیں جو دشمن سے برسرِ پیکار ہو۔

آج بھی اسلامی اور عرب ملکوں کو وہ تمام مادی وسائل حاصل ہیں جس کے اہل مغرب اور صنعتی ملک محتاج ہیں۔ ان وسائل میں سے ایک تو پیٹرول کی دولت ہے اور وہ اسے بطور اسلحہ کے استعمال کر کے انہی ممالک سے پیٹرول کے عوض فیکٹریاں لگوا سکتے ہیں اور پھر انہیں اسلامی ملکوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ملتِ اسلامیہ کے سربراہوں کو ایسے منصوبے بنانے اور مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

ہم اسلحہ کب خریدیں؟

جب تک یہ منصوبے پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتے اس وقت تک کے لئے ہنگامی ضرورت کے تحت عساکرِ اسلام کو پوری طرح مسلح کرنے کے لئے

دوسرے ملکوں سے اسلحہ خرید لیا جائے اور یہ ایمان کا نہایت کمزور درجہ ہے۔ اسلحہ کی خریداری میں یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ صرف انہی ممالک سے لیا جائے جن کے اسلامی ملکوں کے ساتھ اچھے تعلقات اور روابط ہوں اور وہ ان کے ہمدرد اور مخلص ہوں۔ اسلحہ کی صنعت میں ان کا ایک مقام ہو اور جو آسان شرائط پر مل سکے اور اگر کوئی اسلامی ملک وہ اسلحہ بنا رہا ہے تو پھر اسی سے وہ اسلحہ لیا جائے اس سے باہمی تعاون کے علاوہ اس ملک کی قوت بھی بڑھے گی۔ سپئیر پارٹس کے لئے بھی ملک مختص کر لئے جائیں جن سے ہر قسم کے حالات میں برابر ملتے رہیں۔ مجبوری کے عالم میں اسلحہ کی یہ خریداری بہر حال وقتی اور عارضی ہے اسلامی ملکوں کے سربراہوں کو مل بیٹھ کر محنت اور کوشش کر کے اسلحہ ساز فیکٹریاں قائم کر دینی چاہئیں تاکہ یہ خود ان کے مالک ہوں۔

اسلام کے آغاز میں بھی مسلمان اسلحہ بناتے تھے جو اس دور کی ضرورت پوری کرنے کے لئے کافی ہوتا تھا۔ وہ خرید بھی لیتے تھے اور دورانِ جنگ دشمنوں سے چھین بھی لیتے تھے۔

اُمت کی صفوں میں اتحاد قائم کرنا بھی قوت کی تیاری میں شامل ہے

سب سے بڑی قوت جو دشمنوں پر ہیبت طاری کر دے وہ انکی صفوں میں اتحاد کا قیام ہے۔ ایسا اتحاد جو رنگ ونسل اور ملک کی بنیاد پر نہ ہو بلکہ ایمان کی بنیاد پر ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ

فَاتَّقُوْنِ○ (المؤمنون:۵۲)

ترجمہ:''اور یہ تمہاری جماعت (حقیقت میں) ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو مجھ سے ڈرو''۔

ان کی اسلامی اخوت بھی دشمن کو ڈرانے کے لئے کافی ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات:۱۰)

ترجمہ:''مومن تو بس بھائی بھائی ہیں''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''آپ مومنوں کو ایک دوسرے سے محبت، رحم اور مہربانی کرنے میں ایک جسم کی مانند دیکھیں گے اگر جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہو تو اس سے سارا جسم کم خوابی اور بخار کی وجہ سے بے قرار رہتا ہے''۔ (صحیح مسلم)

انہیں عمارت کی ان اینٹوں کی طرح ہونا چاہیئے جو ایک دوسرے کی طاقت کا سبب ہوں۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بَعْضًا

(صحیح مسلم)

''اُمت کے تمام افراد کو اپنے اسلاف کی طرح باہمی محبت و شفقت اور ہمدردی میں اور دشمن کے خلاف شدّت اور سختی میں ممتاز ہونا چاہیئے''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:۲۹)

ترجمہ:''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں

وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل"۔

اُمت کو وحدت قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے نیز اسے فرقے بننے اور افتراق کے اسباب سے بھی روک دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

(آل عمران: ۱۰۳)

ترجمہ: "اور سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور اللہ کی اُس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ"۔

مسلمانوں کو لڑائی جھگڑے اور افتراق کے خطرناک انجام سے وارننگ دی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ

تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ
الصّٰبِرِيْنَ ۝ (الانفال: ۴۶)

ترجمہ: ''اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے) تو تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو کہ اللہ صبر کرنے والے کا مددگار ہے''۔

اُمت مسلمہ کو جب کافر دشمن ان پر زیادتی کریں تو ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ
الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ
الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ
الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّ
اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝ (النسآء: ۷۵)

ترجمہ: ''اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

(المسلم اخو المسلم ...یوم القیمه

’’مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ کسی اور کے (ظلم) کے حوالے کرتا ہے۔ جو کوئی کسی مسلمان کا کام بنانے میں لگا رہتا ہے اللہ اس کے کام بنا دیتا ہے جس کسی نے کسی مسلمان کی کوئی تکلیف اس سے دور کی اللہ اس کی قیامت کی تکلیفیں دور کر دے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا‘‘۔ (ابوداوٗد)

اللہ تعالیٰ نے اس امت کی وحدت کے تمام اسباب جمع کر دیئے ہیں۔ ان میں اہم سبب عقیدہ وایمان ہے۔ ہمارا رب ایک، نبی ایک، کتاب ایک، قبلہ ایک، دین اسلام ایک۔

مشرق سے مغرب تک مسلمان ملک بھی ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ اگر ایک جھنڈے تلے اور ایک قیادت میں یہ سب جمع ہو جائیں تو یہ دنیا کی سب سے بڑی حکومت اور سب سے بڑی طاقت بن سکتے ہیں۔ یہ مشرق و مغرب اور تمام دشمنوں پر ہیبت طاری کر سکتے ہیں۔ آغازِ اسلام میں بھی یہ ایسے ہی تھے اور اَب چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں تقسیم ہو کر رہ گئے ہیں۔

اگر ایسا نہ ہو سکے جیسا کہ آج بڑے افسوس کے ساتھ اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے تو کم از کم عربی اور اسلامی ملکوں میں باہمی اتحاد وتعاون بہت ہی ضروری ہے۔ اُمتِ مسلمہ کی عام مصلحت کی خاطر اپنے شخصی اغراض کو تو قربان ہی کر دینا چاہئیے اور تمام امور خصوصاً عسکری اور اقتصادی میدان میں باہمی تعاون ہونا چاہئیے۔ ان ممالک میں سے کسی پر اگر زیادتی ہو تو ان سب کو ایک ہاتھ کی طرح ایک ہو جانا چاہئیے تاکہ یہ اللہ کی اس ارشاد کی زندہ مثال بن جائیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ○ (الصف: ۴)

ترجمہ: ''جو لوگ اللہ کی راہ میں (ایسے طور پر) پرے جما کر لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں وہ بیشک محبوبِ پروردگار ہیں''۔

دو مسلمان حکومتوں میں نزاع ہو جانے کی صورت میں اسلامی ممالک کا طریق کار درج ذیل آیت کے مطابق ہونا چاہیئے۔

وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ○ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (الحجرات: ۹-۱۰)

ترجمہ: ''اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو اُن میں صلح کرادو۔ اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع لائے۔ پس جب وہ رجوع لائے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف سے کام لو کہ اللہ انصاف کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔ مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے''۔

اُمت کے اندر وحدت لازمی ہے اور اسی وحدت کا تقاضا یہ ہے کہ عرب اور اسلامی ملکوں کے درمیان بھرپور تعاون ہونا چاہیئے۔ اختلافات کو ختم کر کے

جتنا ممکن ہو اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے۔ اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ ہم اللہ کی کتاب کی طرف لوٹ کر نہ آ جائیں۔ جو اللہ کی مضبوط رسی ہے اور ''باطل اس میں آگے اور پیچھے (کہیں سے بھی) راہ نہیں پا سکتا اللہ حکمت والے اور قابلِ تعریف کی طرف سے اتاری ہوئی ہے''۔ (فصلت:۴۲)

عمدہ قیادت کا انتخاب بھی قوت کی تیاری میں شامل ہے

عمدہ قیادت کا انتخاب بھی قوت کی تیاری میں شامل ہے۔ کمانداران انتہائی بیدار مغز، مدبر، حکیم اور عمدہ قوتِ ارادی کے مالک ہونے چاہئیں۔ اسلامی سپاہ کی قوت کا دارومدار اس کی بے مثال قوتِ قیادت کے مرہون منت ہے۔

ہمارے آج کے اس دور میں جنگوں میں کامیابی کا انحصار ''آپریشن روم'' پر ہے۔ لازم ہے کہ آفیسر انتہائی بیدار مغز، لائق فائق اور حرب وضرب میں کامل مہارت کے حامل ہوں۔ حالتِ جنگ میں سرعت تصرف کے مالک ہوں اور باہمی مشورہ سے بہترین مشورہ پر عمل کرتے ہوئے جنگی تنظیم کر سکیں۔ حضور علیہ السلام نے بھی ہمیں انہی باتوں کی تعلیم دی ہے۔ بحیثیت قائد حضور علیہ السلام اپنے تجربہ کار ساتھیوں سے جنگ سے پہلے اور جنگ کے آغاز پر بھی مشورہ کیا کرتے اور پھر اس پر عمل کیا کرتے تھے۔ ان کے لئے تو یہ بھی ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ سے ہر قسم کی جنگی حالات میں اللہ سے بذریعہ وحی رہنمائی کی دعا کرتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ چاہا کہ ایسے حالات میں بھی اپنی اُمت کو اس کی تعلیم دیں کہ وحی کا سلسلہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ختم ہو جائے گا مگر جہاد کا عمل قیامت تک جاری رہے گا۔

یہاں میں دو معرکوں کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب رائے سے مشورہ کیا اور مشورہ ٹھیک تھا اس پر عمل کر کے اللہ کے حکم

سے جنگ جیت لی۔ پہلا معرکہ تو بدر کا ہے جس میں قریش نے وادی کے آخری سرے پر پڑاؤ ڈالا اور لشکرِ اسلام وادی کے قریبی سرے پہلے کنویں پر ٹھہرا جبکہ پانی کے باقی کنویں دشمن کی طرف تھے۔ جنگ کے دوران پانی اور خوراک کی اہمیت کسی پر مخفی نہیں۔ پانی کی پائپ لائن کاٹ دینے سے دشمن کی نقل وحرکت پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ حباب بن منذر بن الجموح رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس جگہ ہم آکر ٹھہرے ہیں کیا یہ اللہ کی طرف سے مقرر ہے یا اس میں مشورہ اور جنگی چال چلی جاسکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں مشورہ اور جنگی چال کی گنجائش موجود ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ہمیں دوسری جگہ کنارے پر جہاں زیادہ پانی کے کنویں ہیں وہاں جاکر ٹھہرنا چاہیئے تاکہ وہاں کے پانی سے اپنے حوض بھر سکیں اور پھر دشمن سے لڑیں اس طرح ہم تو پانی پیتے رہیں گے اور دشمن نہیں پی سکے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے اچھا مشورہ دیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ وہاں سے اُٹھے اور اس جگہ پہ پڑاؤ ڈالا، حوض بنایا اسے پانی سے بھر دیا۔

دوسرا معرکہ احزاب کا ہے جو ۵ ھ میں پیش آیا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہودیوں کے کچھ لوگوں نے قریش مکہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ پر اُبھارا اور انہیں یہ بھی یقین دلایا کہ وہ انہیں مٹانے کے لئے وہ بھی ان کا آخر تک ساتھ دیں گے پھر انہوں نے غطفان کے پاس جاکر بھی یہی بات کہی مزید بتایا کہ قریش نے اس تجویز کو قبول کرلیا ہے۔ اسی طرح یہودیوں نے حضور علیہ السلام کے خلاف ایک متحدہ محاذ بنالیا۔ جب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے صاحب الرائے صحابہ کو اکٹھا کر کے ان سے اس محاذ کے خلاف جنگ کے سلسلہ میں مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں فارس میں ایسے موقع پر خندق کھود کر جنگ کی جاتی ہے

یہاں بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے تا کہ وہ مدینہ میں داخل نہ ہوسکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت سلمان فارسی کی یہ رائے پسند آئی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔

مدینہ ہر طرف سے پہاڑوں اور باغوں کی وجہ سے محفوظ تھا سوائے اس ایک جگہ کے جہاں خندق کھود کر دشمن کو روک دیا گیا۔

ان مثالوں سے قائد کی قوتِ تصرف کا جنگ شروع کرنے سے پہلے ثبوت ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ط (النسآء : ۱۰۲)

ترجمہ: ''چوکنے رہو، ہتھیار بند رہو''

یہ بھی فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب : ۲۱)

ترجمہ: ''تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے''۔

خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھی ارشاد ہے کہ '' جنگ ایک چال ہے'' پس مسلمان مجاہدوں کو ایسے طریقے اختیار کرنے چاہئیں جن سے مسلم سپاہ کو فائدہ پہنچے اور دشمن کو انتہائی نقصان۔

لہٰذا اچھے تجربہ کار کمانداروں، افسروں اور اہل الرائے کا انتخاب بھی ضروری ہے۔

قوت کی تیاری میں نفسیاتی جنگ کی تیاری بھی شامل ہے

جنگ کی ایک قسم نفسیاتی جنگ بھی ہے۔ جنگ سے پہلے، دورانِ جنگ اور بعد میں بھی اس سے کام لیا جاتا ہے۔ نفسیاتی جنگ میں تمام ذرائع ابلاغ ریڈیو، ٹی وی، اخبارات و مجلّات کے علاوہ افراد اور اخباری ایجنسیوں سے بھی کام لیا جاتا ہے اور ان تمام سے مقصود دشمن کے مورال اور جذبہ کو تباہ و برباد کر دینا ہوتا ہے۔ ایسے حربے اختیار کئے جاتے ہیں جن سے دشمن پر ہیبت طاری ہو جائے اور ان کی صفوں میں پھوٹ پڑ جائے۔

اُمتِ اسلامیہ کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ نفسیاتی جنگ کی تیاری کے سلسلہ میں تمام وسائل سے کام لے اور ایسے قوت والے ریڈیو، ٹی وی سے کام لے جن کی آواز دنیا کے کونے کونے تک پہنچے اور ایسے اخبارات و مجلّات اس کے پاس ہوں جن سے دشمن کی چالوں اور عزائم سے اپنے لوگوں کو بیدار اور باخبر رکھے اور اپنے ان مسائل کو اقوامِ عالم کے سامنے پیش کر کے اپنی تائید میں عالمی رائے حاصل کرے۔ ایسے سفیر اس کے پاس ہوں جو قوتِ خطابت کے مالک ہوں جو اپنے موقف کو نہایت عمدگی دلائل اور وضاحت کے ساتھ قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں پیش کر سکیں۔

آغازِ اسلام میں بھی اس نفسیاتی جنگ سے برابر کام لیا جاتا تھا۔ جنگ سے پہلے، دوران جنگ اور جنگ کے بعد بھی اسلام کے دشمن بھی اس سے کام لیتے تھے اور مسلمان بھی مگر اس وقت وسائل محدود ہوتے تھے اس لئے افراد اور جماعتوں ہی سے کام لیا جا سکتا تھا۔ ہمارے آج کے دور کی طرح اس وقت ریڈیو، ٹی وی، اخبارات و مجلّات نہیں ہوتے تھے۔ آج ان کی بہتات ہے اور دشمنانِ اسلام جب ان سے بھرپور کام لیتے ہیں تو ملتِ اسلامیہ کے لئے بھی

ضروری ہے کہ وہ ان تمام وسائل سے پوری طرح کام لے جب ہم قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جنگِ اُحد کے بعد دشمنانِ اسلام نے بھی اس سے کام لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَّذِیۡنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَكُمۡ فَاخۡشَوۡهُمۡ فَزَادَهُمۡ اِيۡمَانًا ۖۚ وَّقَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ ○ فَانۡقَلَبُوۡا بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ لَّمۡ يَمۡسَسۡهُمۡ سُوۡٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوۡا رِضۡوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَظِيۡمٍ ○ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيۡطٰنُ يُخَوِّفُ اَوۡلِيَآءَهٗ ۖ فَلَا تَخَافُوۡهُمۡ وَخَافُوۡنِ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ○ (آل عمران: ۱۷۳۔۱۷۵)

ترجمہ: ’’(جب) اُن سے لوگوں نے آکر بیان کیا کہ کفار نے تمہارے (مقابلے کے) لئے (لشکرِ کثیر) جمع کیا ہے تو اُن سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ پھر وہ اللہ کی نعمتوں اور اس کے فضل کے ساتھ (خوش وخرم) واپس آئے ان کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچا اور وہ اللہ کی خوشنودی کے تابع رہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔ یہ (خوف دلانے والا) تو شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو اگر تم مومن ہو تو اُن سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا‘‘۔

واقعہ یہ تھا کہ غزوہ اُحد میں ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کی وجہ سے

مسلمانوں کو کافی تکلیف پہنچی تھی ان کی واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”ابو سفیان واپس چلا گیا ہے کہ اس کے دل میں اللہ نے رعب ڈال دیا کون اس کا تعاقب کرے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور دیگر حضرات کے ہمراہ اس کے تعاقب میں نکلے۔ ابوسفیان کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے تاجروں کے ایک قافلہ کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ ابوسفیان ایک بڑے قافلہ کے ساتھ آپ پر دوبارہ حملہ آور ہوا چاہتا ہے اس اطلاع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ** اس پر اللہ کی طرف سے یہ آیت اُتری۔ (ابن کثیر: ۲:۵:۱۴۵)

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ دشمن کے قائد ابوسفیان نے مدینہ آنے والے چند افراد تاجر پیشہ لوگوں کو استعمال کیا کہ وہ ان کے ذریعے اپنے لشکر کی کثرت کی خبر پھیلا کر لشکرِ اسلام کے دلوں میں رعب ڈال سکے مگر لشکرِ اسلام پر اس کا الٹا اثر ہوا اور اس کی کوئی تدبیر کام نہ آئی بلکہ اس کی اُمیدیں خاک میں مل گئیں اور لشکرِ اسلام نے اس کی نفسیاتی جنگ کا جواب اللہ تعالیٰ پر توکل اور اپنی قوتِ ایمانی سے دیا اور اس کا جذبۂ جہاد پہلے سے بھی بڑھ گیا۔

دوسری بات یہ کہ لشکر اسلام نے دشمن کی نفسیاتی جنگ کا توڑ بھی کیا کہ بنو خزاعہ کے ایک آدمی معبد نامی شخص کو ابوسفیان کی طرف بھیجا معبد گو مشرک ہی تھا مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کا خیر خواہ تھا وہ جب روحاء کے مقام پر ابو سفیان وغیرہ سے ملا تو ابوسفیان نے اُسے بتایا کہ ہم تو مسلمانوں کی مکمل تباہی کی خاطر دوبارہ ان پر حملہ آور ہوا چاہتے ہیں۔ معبد تم ان کی کوئی خبر تو بتاؤ۔ معبد نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو اپنے لشکر کے ساتھ تمہارے تعاقب میں چل پڑے ہیں۔ ایسا عظیم لشکر تو میں نے آج تک کبھی دیکھا نہیں۔ وہ تمہیں تہس نہس کر دیں گے۔ انہیں تو اپنے کیئے پر پہلے ہی ندامت ہے اور وہ لوگ بھی لشکر میں شامل ہیں

جو پہلے کسی وجہ سے شامل نہ ہو سکے تھے۔ وہ تو تمہارے خلاف غصے سے آگ بگولا بنے ہوئے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تیرا برا ہو تو کیا کہہ رہا ہے؟ معبد نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تو یہی دیکھ رہا ہوں کہ تم جونہی یہاں سے چلو گے لشکر اسلام کے گھوڑے تمہیں خود ہی نظر آ جائیں گے۔ ابوسفیان نے کہا کہ ہم نے تو انہیں پوری طرح تباہ کرنے کی غرض سے دوبارہ حملہ کرنے کی ٹھان رکھی ہے۔ معبد نے کہا کہ کبھی یہ حرکت نہ کرنا میں نے تو لشکر اسلام کو دیکھ کر چند شعر بھی کہے ہیں۔ ابو سفیان نے کہا کہ ذرا وہ تو سناؤ چنانچہ معبد نے اپنا کلام سنایا جسے ان سب نے بہت پسند کیا۔

اس سے پہلے غزوۂ احد کی جنگ کے دوران میں بھی دشمن نے مسلمانوں پر نفسیاتی وار کیا تھا۔ ابن قمئیہ نے اپنے لشکر میں آ کر کہا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے ان کے سر پر کاری ضرب لگائی ہے۔ اس افواہ سے مسلمانوں کے لشکر میں خاصی کمزوری پیدا ہوگئی۔ اس جھوٹے پروپیگنڈے نے بڑا کام کر دکھایا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ○ وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَ سَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ○ وَ

كَاَيِّنۡ مِّنۡ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوۡنَ كَثِيۡرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوۡا لِمَاۤ اَصَابَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوۡا وَمَا اسۡتَكَانُوۡا ‌ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيۡنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوۡلَهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡا رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِىۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝ فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنۡيَا وَحُسۡنَ ثَوَابِ الۡاٰخِرَةِ‌ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝

(آل عمران : ١٤٤-١٤٨)

ترجمہ: ''اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تو صرف (اللہ) کے پیغمبر ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ (یعنی مرتد ہو جاؤ) اور جو اُلٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور اللہ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا اور کسی شخص میں طاقت نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر مر جائے (اس نے موت کا) وقت مقرر کر کے لکھ رکھا ہے اور جو شخص دنیا میں (اپنے اعمال کا) بدلہ چاہے اس کو ہم یہیں بدلہ دیں گے اور جو آخرت میں طالب ثواب ہو اس کو وہاں اجر عطا کریں گے اور ہم شکر گزاروں کو عنقریب بہت اچھا صلہ دیں گے اور بہت سے نبی ہوئے ہیں جن کے ساتھ ہو کر اکثر اہل اللہ (اللہ کے دشمنوں سے) لڑے ہیں تو جو مصیبتیں اُن پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اُن کے سبب انہوں نے نہ تو ہمت ہاری اور نہ بزدلی کی نہ (کافروں سے) دبے اور اللہ استقلال

رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور (اس حالت میں) اُن کے منہ سے کوئی بات نکلتی تو یہی کہ اے پروردگار ہمارے گناہ اور زیادتیاں جو ہم اپنے کاموں میں کرتے رہے ہیں معاف فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح عنایت فرما تو اللہ نے اُن کو دنیا میں بھی بدلہ دیا اور آخرت میں بھی بہت اچھا بدلہ دے گا اور اللہ نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے''۔

بعض صحابہ اور حضرت انس بن نضر (انس بن مالک کے چچا) پر تو اس پروپیگنڈے کا الٹا اثر ہوا۔ انہوں نے پوری قوت، بہادری اور جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر اپنے بعض ایسے لوگوں کو جو ہتھیار رکھ بیٹھے تھے کہا ''آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا کہ ''انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے اب لڑ کر کیا کریں گے؟'' حضرت انس نے اُن سے کہا ''ان کے بعد اَب زندگی کا کیا لطف ہے؟ اُٹھو اور اسی مشن پر جان دے دو جس پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جان دے دی ہے۔ یہ لوگ اٹھے اور لڑتے لڑتے سب شہید ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے پروپیگنڈے سے متاثر ہونے والے مسلمانوں کو آگاہ کیا ہے کہ وہ دشمن کی پھیلائی ہوئی جھوٹی افواہوں کو خاطر میں ہرگز نہ لائیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کریں۔

فرمان الٰہی ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن تُطِيعُواْ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَٰبِكُمْ فَتَنقَلِبُواْ خَٰسِرِينَ ○ بَلِ ٱللَّهُ مَوْلَىٰكُمْ ۖ وَهُوَ خَيْرُ ٱلنَّٰصِرِينَ ○

(آل عمران: ۱۴۹-۱۵۰)

ترجمہ: ''مومنو! اگر تم کافروں کا کہا مان لو گے تو وہ تم کو اُلٹے پاؤں پھیر (کر مرتد کر) دیں گے پھر تم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے یہ تمہارے مددگار نہیں ہیں بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے''۔

ہر وقت تیار رہنا بھی تیاری میں شامل ہے

لشکر کے اساسی فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ اسلحہ بند اور چوکنا رہے تاکہ دشمن دھوکہ سے اس پر حملہ آور نہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے لشکر اسلام کو جب لڑائی تیر و تفنگ کی تھی ہر وقت چوکنا رہنے کا حکم دیا ہے اور آج کے حالات میں جب کہ اسلحہ انتہائی ایڈوانس ہے ہمیشہ تیار رہنے کی کتنی زیادہ ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ (النسآء : ۷۱)

ترجمہ: ''مومنو! (جہاد کے لئے) ہتھیار لے لیا کرو پھر یا تو جماعت جماعت ہو کر نکلا کرو یا سب اکٹھے کوچ کیا کرو''۔

نماز کے فریضہ کی ادائیگی کے وقت اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو ہمہ تن تیار اور چوکنا رہنے اور مسلح رہنے کا حکم دیا ہے۔ نماز کے وقت ان کی ایک جماعت نماز ادا کرے اور دوسری دشمن کی نگرانی کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں نماز میں دیکھ کر دشمن دھوکہ سے ان پر حملہ کر دے۔

ارشاد ربانی ہے:

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ

تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا
مُّبِيْنًا ۝ وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ
فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا
اَسْلِحَتَهُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠
وَ لْتَاْتِ طَاۗىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَ
لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ
عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ
بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا
اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ
لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا
اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ وَ لَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاۗءِ
الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا
تَاْلَمُوْنَ ۚ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَ كَانَ
اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (النسآء :١٠١-١٠٤)

ترجمہ: ''اور جب تم سفر کو جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کر کے پڑھو بشرطیکہ تم کو خوف ہو کہ کافر لوگ تم کو ایذا دیں گے بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ اور اے پیغمبر جب تم ان مجاہدین کے لشکر میں ہو اور ان کو نماز پڑھانے لگو تو چاہیئے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ مسلح ہو کر کھڑی رہے جب وہ سجدہ کر چکیں تو پرے ہو جائیں پھر دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی (ان کی جگہ) آئے اور ہوشیار اور مسلح ہو کر تمہارے ساتھ نماز ادا کرے کافر اس گھات میں ہیں کہ تم کو ذرا اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے غافل ہو جاؤ تو تم پر یکبارگی حملہ کر دیں۔ اگر تم بارش کے سبب تکلیف میں ہو یا بیمار ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار اُتار رکھو مگر ہوشیار ضرور رہنا اللہ نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پھر جب تم نماز تمام کر چکو تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حالت میں) اللہ کو یاد کرو پھر جب خوف جاتا رہے تو (اس طرح سے) نماز پڑھو جس طرح امن کی حالت میں پڑھتے ہو بیشک نماز کا مومنوں پر اوقاتِ (مقررہ) میں ادا کرنا فرض ہے اور کفار کے پیچھا کرنے میں سستی نہ کرنا اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو جس طرح تم بے آرام ہوتے ہو اسی طرح وہ بھی بے آرام ہوتے ہیں اور تم اللہ سے ایسی ایسی اُمیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھ سکتے اور اللہ سب کچھ جانتا (اور) بڑی حکمت والا ہے''۔

داخلی دشمن سے احتیاط

داخلی دشمنوں، منافقین وغیرہ سے بھی چوکنا رہنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ اس لئے کہ وہ خارجی دشمن سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اِذَا رَاَیۡتَهُمۡ تُعۡجِبُكَ اَجۡسَامُهُمۡ ؕ وَ اِنۡ یَّقُوۡلُوۡا تَسۡمَعۡ لِقَوۡلِهِمۡ ؕ كَاَنَّهُمۡ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ یَحۡسَبُوۡنَ كُلَّ صَیۡحَةٍ عَلَیۡهِمۡ ؕ هُمُ الۡعَدُوُّ فَاحۡذَرۡهُمۡ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰی یُؤۡفَكُوۡنَ ○

(المنافقون: ۴)

ترجمہ: ''اور جب تم ان (کے تناسب اعضاء) کو دیکھتے ہو تو اور جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو تم ان کی تقریر توجہ سے سنتے ہو (مگر فہم وادراک سے خالی) گویا لکڑیاں ہیں جو دیوار سے لگائی گئی ہیں۔ (بزدل ایسے کہ) ہر زور کی آواز کو سمجھیں (کہ) ان پر (بلا آئی) یہ تمہارے دشمن ہیں اُن سے بے خوف نہ رہنا اللہ ان کو ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں''۔

سرحدوں کی حفاظت بھی تیاری میں شامل ہے

ہمیشہ دن رات سرحدوں کی حفاظت بھی تیاری میں شامل ہے۔ مبادا دشمن لشکرِ اسلام پر دھوکہ سے اچانک حملہ آور ہو سرحدوں پر پہرہ مجاہد کے اعمال میں سب سے اونچا عمل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''ہر مرنے والے کا عمل (اس کی موت کی وجہ سے) ختم ہو جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتا ہے۔ اس کا یہ عمل قیامت تک بڑھتا رہے گا اور وہ قبر کی آزمائش سے (بھی) محفوظ رہے گا''۔

(ترمذی۔ باب الجہاد)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

''اللہ کی راہ میں ایک پہرہ دینا (دوسری جگہوں کے مقابلہ میں) ہزار دن سے بہتر ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی ہو اور ایک وہ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے جاگتی ہو''۔

(ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''لوگوں کی معاش میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہر خطرہ کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے جونہی کوئی خطرہ دکھائی دیا وہ اپنے گھوڑے پر اُڑ کر اس کی طرف جا پہنچتا ہے۔ اس کا ارادہ دشمنوں کو قتل کرنے کا ہوتا ہے یا خود شہادت کے مرتبہ پر فائز ہونے کا''۔ (مسلم)

ہمارے آج کے دور میں اس کا اطلاق ہر اس مجاہد پر ہوتا ہے جو ملک کی سرحدوں کی نگہبانی کے ساتھ دشمن کی حرکت پہ پوری نظر رکھتا ہے چاہے وہ زمینی سرحدیں ہوں یا بحری اور فضائی۔ (اطلاعات دینے والے جہازوں کے ذریعے) سرحدوں پر پہرہ دینے والے مجاہد کو اچھی طرح معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کا یہ عمل اللہ کے حکم کی اطاعت میں ہے اور وہ اپنے اس عمل سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرلے گا۔

سرحدوں پر پہرہ دینا اور دشمن کی حرکات پہ نظر رکھنا چوکنا رہنے کی ایک قسم ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس امت کو حکم دیا ہے:

وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ط

اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کی پہچان

''اُمتِ مسلمہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے دوست دشمن میں تمیز کر سکے۔ دشمن سے ہمیشہ محتاط اور چوکنا رہے اور ہر وقت اس کے ہر حملے، عسکری ،نفسیاتی اور فکری کو پسپا کرنے کے لئے تیار رہے۔

بلا شبہ مسلمانوں کے دشمنوں کی تعداد ہر جگہ پہلے کی طرح اب بھی زیادہ ہے۔ کفر ایک ملت ہے مسلمان دشمنی میں کوئی کم اور زیادہ ہوسکتا ہے اور کوئی صلح جو بھی، اسی لئے ہمیں ہر ایک کے ساتھ ان کے حسب حال معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آغازِ اسلام ہی سے اللہ نے مومنوں کو ان کے بعض دشمنوں سے خبر دار کیا ہے تا کہ ان سے محتاط رہیں اور انہیں اپنا دوست نہ بنائیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّىۡ وَ عَدُوَّكُمۡ اَوۡلِيَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَيۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ وَ قَدۡ كَفَرُوۡا بِمَا جَآءَكُمۡ مِّنَ الۡحَـقِّ‌ۚ (الممتحنہ:۱)

ترجمہ: ''مومنو! اگر تم میری راہ میں لڑنے اور میری خوشنودی طلب کرنے کے لئے (مکے سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ تم تو ان کو دوستی کے پیغام بھیجتے ہو اور وہ (دین) حق سے جو تمہارے پاس آیا ہے منکر ہیں''۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡيَهُوۡدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوۡلِيَآءَ‌ ‌ۘ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ‌ ؕ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ

مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ۝ (المائدہ: ۵۱)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے اُن کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا۔ بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا''۔

اللہ تعالیٰ نے اُمتِ اسلامیہ کے لئے یہودیوں کو عداوت میں انتہائی شدید قرار دیا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا الۡيَهُوۡدَ وَالَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا‌ ۚ (المائدہ: ۸۲)

ترجمہ: ''(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں''۔

حملہ کے لئے مناسب وقت کا انتخاب بھی تیاری میں داخل ہے

قائدِ لشکر کا دشمن کے خلاف مناسب وقت کا انتخاب بھی تیاری میں داخل ہے اور مختلف حالات میں یہ مختلف اور دشمن کی عادت کی طرح ہوتا ہے۔ قائد ایسے وقت کا انتخاب کرے جس میں دشمن غفلت میں ہو یا سویا ہوا ہو جیسے رات کے آخری حصہ میں عموماً ہوتا ہے یا وہ کسی میلے ٹھیلے یا خوشی کی تقریب میں ہو۔ وہ ایسے وقت کا انتخاب کرے جس میں برکت ونصرت کا نزول ہوتا ہو یا مسلمانوں کی دعاؤں کا وقت ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ جب کسی لشکر کو روانہ کرتے تو دن کے ابتدائی حصے میں روانہ کرتے۔

صخر بن وداعہ الغامدی کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''اے اللہ! میری اُمت کو صبح کے وقت برکتوں سے نواز''۔
جب کوئی لشکر یا مہم روانہ کرتے تو دن کے اوّل حصّے میں روانہ کرتے تھے۔ (ترمذی)

کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج کے ڈھلنے کا انتظار کرتے کیوں کہ یہ وقت ہواؤں کے چلنے اور نشاط کا وقت ہوتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بعض جنگوں میں دشمن کے مقابلہ کے لئے سورج ڈھلنے کا انتظار کیا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن پر اس کی غفلت اور نیند کے دوران حملہ آور ہوتے۔

حضرت انس کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ جب کبھی دشمن پر حملہ کرتے تو صبح کا انتظار کرتے کہ اسے دیکھ سکیں اگر اذان کی آواز سنائی دیتی تو حملہ نہیں کرتے تھے اور اگر اذان سنائی نہ دیتی تو ان پر (اس وقت صبح......) حملہ کر دیتے۔ (متفق علیہ)

اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برکت نزولِ فتح اور عساکرِ اسلام کے لئے مسلمانوں کی دعاؤں کے وقت کا انتخاب کرتے کہ جنگ کے دوران میں نماز کے بعد ان کے حق میں دعائیں کیا کرتے تھے۔

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمان میں لڑنے کا موقع ملا ہے آپ اگر کسی وجہ سے صبح کے وقت دشمن پر حملہ نہ کر سکتے تو سورج ڈھلنے کا انتظار کیا کرتے اور ہوائیں چلتیں اور فتح کا نزول ہوتا۔

(ابوداؤد)

انہی سے روایت ہے کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمان میں لڑنے کا موقع ملا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلوع فجر کے بعد طلوع آفتاب کا انتظار کرتے اور پھر لڑتے اور دوپہر کے وقت رک جاتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا پھر سورج کے ڈھلنے پر دوبارہ عصر کے وقت تک لڑائی کرتے پھر رک کر نمازِ عصر ادا کرتے اور پھر لڑتے۔

قتادہ کا کہنا ہے کہ کہا جاتا تھا اس وقت فتح ونصرت کی ہوائیں چلتی ہیں اور مومن اپنی نمازوں میں عساکرِ اسلام کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

مجاہد کی چند صفات

مجاہد دوسرے غیر مسلم فوجیوں کے برعکس اپنے بلند کردار اور اچھی صفات کی وجہ سے ممتاز ہوتا ہے مجاہد صرف خون بہانے، مال کی محبت اور ملکوں پر قبضہ کی خاطر جہاد نہیں کرتا بلکہ وہ تو حق کے علم کو سربلند کرنے، مظلوم سے ظالم کا ظلم دُور کرنے، عقیدہ اور ملک کی عزت وآبرو کے دفاع کی خاطر جہاد کرتا ہے۔ وہ باغیوں، سرکشوں اور فسادیوں کی بغاوت، سرکشی اور فساد کو دُور کرنے کے لئے لڑتا ہے۔ وہ بندوں کو بندوں کی عبادت سے نکال کر اللہ کے بندوں کے رب کی عبادت میں لاتا ہے، مذاہب کے ظلم سے نکال کر انہیں اسلام کے عدل اور دنیا کی تنگی سے اس کی وسعت میں لاکھڑا کرتا ہے۔ مجاہد مادی اور معنوی اسلحہ سے لیس ہوتا ہے۔ اس کا معنوی اسلحہ اس کا اللہ پر ایمان، اس پر اعتماد اس کی فتح اور توکل ہے۔ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ فتح ونصرت اللہ غالب وحکیم ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ مجاہد انتہائی نڈر، دلیر اور بہادر ہوتا ہے۔ وہ موت سے نہیں ڈرتا بلکہ اللہ کے راستے کی موت کی تمنا کرتا ہے۔ وہ اس موت سے ایسا ہی پیار کرتا ہے جیسے اس کے دشمن زندگی اور شراب سے کرتے ہیں۔ وہ اس موت میں ابدی حیات کا نظارہ کرتا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

وَ لَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّ لٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ○ (البقرۃ: ۱۵۴)

ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں اُن کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں ہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے''۔

مجاہد نے تو اپنی جان و مال کا اللہ تعالیٰ سے سودا کیا ہوتا ہے اور وہ اس پر شاداں وفرحاں ہوتا ہے اور اسی میں اسے بڑی کامیابی نظر آتی ہے۔

مومن مجاہد اپنے دوسرے مسلمان مجاہد کے لئے انتہائی مہربان اور مخلص ہوتا ہے۔ اسے اپنی جان پر ترجیح دیتا ہے اس کے لئے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ لڑنے والے کافر دشمن پر سخت بھاری ہوتا ہے تاکہ اُسے اس کے کئے کا مزہ چکھائے اور پھر وہ دوسروں کے لئے عبرت بن جائے۔

مومن مجاہد صبر، ثابت قدمی کی وجہ سے ممتاز ہوتا ہے۔ جنگ کے وقت صبر اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ وہ ڈانواں ڈول ہوتا ہے نہ بھاگتا ہے۔ وہ جنگی چال اور اپنی جماعت سے ملنے کے علاوہ دشمن کو پیٹھ نہیں دیتا۔ وہ دشمن کی کثیر تعداد کے باوجود ثابت قدم رہتا ہے۔

مجاہد دشمن کی افواہوں اور غلط پروپیگنڈے پہ کان نہیں دھرتا اور نہ اس سے کسی طرح متاثر ہوتا ہے بلکہ اس کے برعکس اس کا جذبہ جہاد اور اللہ پر ایمان و یقین برابر بڑھتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَّذِیۡنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا

لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ (آل عمران : ۱۷۳)

ترجمہ: ’’(جب) ان سے لوگوں نے آ کر بیان کیا کہ کفار نے تمہارے مقابلے کے لئے لشکر کثیر جمع کیا ہے تو ان سے ڈرو۔ تو اُن کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے‘‘۔

مجاہد حالت امن اور جنگ دونوں میں ہمیشہ چوکنا رہتا ہے۔ وہ سستی کاہلی اور غفلت کا ہرگز شکار نہیں ہوتا۔ وہ تن آسانی اور عیش پسندی کا دلدادہ نہیں ہوتا بلکہ ہر وقت دشمن کے خلاف مستعد و تیار رہتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ ہمیشہ اس کے پیش نظر رہتا ہے۔

مجاہد ہر قسم کے حالات میں اپنے آپ کو فائدے ہی میں دیکھتا ہے اور دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی فتح یا شہادت کا طالب ہوتا ہے پس اس کی تجارت بہرحال نفع مند ہی ہے۔

وہ اپنے قائد کا مطیع، اس کے احکام پر عمل کرنے اور کرانے والا ہوتا ہے۔اس کی نافرمانی کرتا ہے نہ خیانت۔

مومن مجاہد جنگ کے دوران اسلامی آداب جنگ پر پوری طرح عمل کرتا ہے۔ وہ بے گناہ شہریوں، بچوں،عورتوں، بوڑھوں، مریضوں اور صلح پسند لوگوں پہ ہاتھ نہیں اٹھاتا۔ وہ دھوکہ نہیں دیتا وہ حالتِ امن اور جنگ میں عدل و انصاف کا پلڑا نہیں چھوڑتا۔

مجاہد ملکی اور اسلامی فوج کے رازوں کا امین ہوتا ہے وہ جان تو دے دیتا ہے مگر راز فاش نہیں کرتا۔

ماٰخذ و مصادر

☆ القرآن الکریم
☆ تفسیر القرآن الکریم لابن کثیر
☆ تفسیر عثمانی......علامہ شبیر احمد عثمانی اردو
☆ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن الترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ
☆ مختصر صحیح مسلم للمنذری
☆ مصنفف عبدالرزاق
☆ السیر ۃ النبو یہ لابن ہشام
☆ النھایہ لابن الاثیر